

رُوحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک
رسالہ ”ام“ چلے

RAM NUMBER

APRIL 1964



भगवान राम

Price 56 nP.

Editor :- G. N. NANDA

رسالہ اوم دہلی بابت ماہ اپریل ۱۹۶۴ء ویک ۵ ۹۴ ۹۴ ۱۹۶۲ بکری سہ ۲۱ ۲۰

دھارمک رسالہ "اوم" دہلی

پیرچہ ماہ اپریل ۱۹۶۴ء

فہرست مضامین



نمبر صفحہ	مضمون نویس	نام مضمون	پر شمار
۲	شری نوبت دے شوخ	رام نومی	۱
۳	بادا کینہ سنگھ جی بیدی	نرا کار سے ساکار	۲
۵	مہاتما دھرم داس جی	ہمیشہ سے حاضر	۳
۶	ایڈیٹر	رام جنم	۴
۹	شری نوبت دے شوخ	رام بچن	۵
۱۰	سنت ہری سنگھ جی	پریشرام رام	۶
۱۳	شری جگن ناتھ کھنڈی جی بیٹی	دست برم	۷
۱۶	کوی وکنا کھنڈی	رام اڈنار (نظم)	۸
۱۷	ایڈیٹر	وندھیا بانی	۹
۱۸	مہاتما دولت رام جی	پریشنوت نومی	۱۰
۲۰	شری جوتی پرشاد کپان	شری گنگا مانی	۱۱
۲۲	شری گوبند پرسن سرود	رباعیات	۱۲
۲۳	سنت نارائن سنگھ جی	پریشد کھنڈی	۱۳
۲۷	شری نارائن چند بائی	ہنسا کھی	۱۴
۲۷	شری نارائن پرسن پوری	پیغام بہار	۱۵
۲۸	مرشد شری سادھو رام اڈرہ	بادن اکھری	۱۶
۳۰	ہندت چانن رام جی ونا	حمد	۱۷
۳۲	جگم ریکلا پرسن جی مغل	دل سے دو باتیں	۱۸
۳۴	شری بیدل	حقیقت	۱۹
۳۵	ڈاکٹر راج بہادر دیا	رام بھگت کا ندھی	۲۰
۳۶	شری نیپالی	احسان ابدالی	۲۱
۳۸	شری چند لال ش	رعونت آرم	۲۲
۴۰	شری روشن لال پنیالوی	نڈایان وطن کا نغہ	۲۳
۴۵	ایڈیٹر	گورکھ ناتھ	۲۵
۴۶	شری شباب لٹ	جینندر	۲۶
	شری سون لال گرودر	مکافات علی	۲۷
	شری حسرت سیدو	ہندوستانی سپاہی	۲۸

سالانہ چندہ
بزرگچہ منی آرڈر
سات
روپے
دی پنی منگوانے
پر ۵۵ کے
زائد

قیمت
فی پیرچہ
۵۴
نئے پیسے

(نیرمالک سے دست روپے)



شری گورکھ ناتھ چند ۵ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر وپر ایڈر کے زیر اہتمام مودیتھ پرنس پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ دہلی میں چھاپا اور ڈسٹر سار اوم اندرون بانڈا رام جی گنیش دہلی کے شری کی

رام نومی

از قلم شری نوبت راجے جی شوخ

دیوار ہند میں پھر جلوہ سماں رام نومی ہے ، لئے بھگوان کی جھانکی نمایاں رام نومی ہے
 زمین ہند ہے عرش بریں تاب تجلی سے ، ضیائے جلوہ حق سے درخشاں رام نومی ہے
 کماں قوس قزح ہے ہر شعاع ہرے ناک ، فلک پر بھی کسی کی ٹھوکا عنوان رام نومی ہے
 کماندار ازل کی جلوہ بازی ہے اجدھیا میں ، ظہور نور حق کی صبح خنداں رام نومی ہے
 بچھی ہیں خاک کے ذروں میں آنکھیں دلیاؤں کی ، نقوشِ پائے رگھو سے چراغاں رام نومی ہے
 زباں پر رام نام آتے ہی ہو جاتا ہے دل روشن ، ضیائے معرفت سے کیفِ سماں رام نومی ہے
 نظر آتا ہے مجھ کو ہر طرف کوئی دھنش دھاری ، لئے زو میں براہِ انبیا عصیاں رام نومی ہے
 مرے پاپوں کی بستی پر وہ گنی بان برسے ہیں ، مرے لب پر ثنا ہے گلِ بدماں رام نومی ہے
 کسی کے پائے اقدس پر مرے سجدے تر تے ہیں ، جبینِ عجز پر مصروفِ احساں رام نومی ہے

عبادت سے نہیں کم شوخ مجھ کو شاعری میری

تصور کے لئے تصویرِ جاناں رام نومی ہے

نراکار سے ساکار

آتم درشی باوا نیگہ سنگھ جی جیدی آجھانی کی قلم سے

ہم سام وید کی طلبکار شاخا **सर्वकार शाखा** کہیں اپنشد میں سنتے ہیں کہ برہمن نے جو آتما ہے دیوتاؤں کو اسروں پر بیچ دی۔ جب اس طرح برہمن نے دیوتاؤں کو آٹا پر بیچ دی تو وہ فخریاب ہو گئے۔ اور انہوں نے تنکیر (انہکار) کیا کہ یہ بیچ ہماری ہے۔ کیوں نہ ہم اپنی بڑائی کریں ہم تو بڑائی کے لائق ہیں۔ کون ہے جو ہماری طاقتوں کا مقابلہ کر سکے۔

جب برہمن (دیرمانا) نے ان کا تنکیر (انہکار) دیکھا تو اسے توڑنے کے منکب سے یکیش **यक्ष** کے روپ میں وہ مجسم ہو کر آیا۔ (یعنی وہ نراکار سے ساکار روپ ہو کر ریگٹ ہوا) دیوتاؤں نے جن کی باہمی انہکار سے ملن ہو چکی تھی اور ساکار برہمن کو نہیں مانتے تھے۔ انہوں نے پرماتما کو جو یکیش روپ میں ریگٹ ہوا تھا نہ پہچانا۔ انہوں نے اپنے پیر وصال دیوتا یعنی انہی دیوتا کو کہا کہ اے جات وید **जात वेद** اس کو جالو کہ یہ کن یکیش ہے۔ اس نے کہا اچھا تب وہ اس کے پاس گیا۔ ابھی انہی دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکیش بولا کہ تو کون ہے جو لا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں انہی دیوتا ہوں۔ اور جات وید میرا نام ہے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکیش نے کہا کہ تم میں فخر کیا ہے؟ اور کیا طاقت ہے؟ انہی دیوتا نے جواب دیا کہ اگر میں چاہوں تو پل بھر میں جو کچھ بھی پرتھوی پر سے جلا کر راکھ کر دوں۔ یکیش نے ایک تنکا اس کے آگے رکھ دیا کہ اس کو جلاؤ۔ ان دیوتا نے اس تنکے کو جلانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا لیکن تنکے کو نہ جلا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور دیوتاؤں کو کہا میں نہیں جان سکا کہ یہ کون یکیش ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرا ہوں۔

پھر انہوں نے ہوا کے دیوتا کو کہا کہ اے مات رشوا! تم جاؤ اور پہچانو کہ یہ کون ہے جو یکیش کے روپ میں ظاہر ہوا ہے۔ اس نے کہا اچھا تب وہ اس کے پاس گیا۔ ابھی ہوا کے دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکیش بولا کہ تو کون ہے جو لا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اس نے کہا میں ہوا کا دیوتا ہوں۔ اور مات رشوا میرا نام ہے کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکیش نے کہا کہ تم میں کیا فخر ہے اور کیا طاقت ہے بتلاؤ؟ دیوتا نے جواب دیا کہ جو کچھ زمین پر ہے۔ اگر میں چاہوں تو دم میں اڑا دوں۔ یکیش نے ایک تنکا آگے رکھا۔ اور کہا اسے اڑا دو۔ اس نے جہاں تنک نہر تھا۔ اسے اڑا دیا لیکن نہ اڑا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور ان سے کہا کہ میں نہیں جان سکتا کہ یہ یکیش کون ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرتا ہوں۔

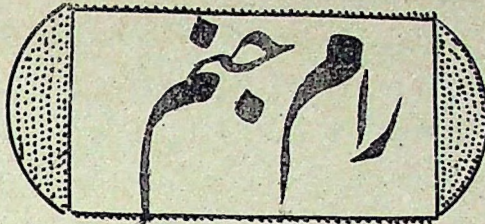
پھر انہوں نے اپنے راجہ اندر کو کہا کہ اے جگن انتم ہی اسے جالو کہ یہ کون یکیش ہے۔ اس نے کہا اچھا تب وہ اس کے پاس گیا۔ ابھی وہ نہیں پہنچا تھا کہ وہ یکیش اندر دھیان ہو گیا۔ کیوں کہ وہ اسے اپنا درشن دینا بھی نہیں جانتا تھا کیوں کہ اسکو اندر (دیوتاؤں کا راجہ) ہونے کا انہکار تھا۔ اس لئے اس کی زیادہ حقارت کرنے کا خواہاں تھا دیر مانا کو ہنکار کسی بھی تمہ پر منظور نہیں ہے) اس لئے پرماتما یکیش کی جگہ اب ایک دیوی کی شکل میں ریگٹ ہو گیا۔ اندر نے دیکھا کہ ابھی تو یہاں یکیش دکھائی دیتا تھا۔ اب اسی جگہ بڑی طاقتور عورت اُما (پاربتی) دکھائی دیتی ہے جو ہم سب کی مال ہے۔ یہ کیا تعجب ہے؟

تب اندر ذرا آگے بڑھا اور اُس سے پوچھا کہ اے ماں! یہاں پیش کون تھا۔ اُس نے کہا بیٹا! یہ برہم (برہمنا) تھا جس کے طفیل تم اسروں پر فتحیاب ہوئے۔ اور جس فتح کے سبب تم فخر اور تکبر کرتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے ابا تمہاری طاقتیں اپنی نہیں۔ بلکہ سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔ تمہارا تکبر (انکار) دور کرنے کے لئے پرہیزگار ہے یہ روپ دھاریاں کیا۔ وہ اپنے بھگتوں کو راہ راست پر لانے کے لئے یا ان کی رکھنا کرنے کے لئے اس سنار میں پرگٹ ہوتا رہتا ہے۔ وہ سر و شکیمان ہے۔ اس میں سب قدریں موجود ہیں۔ وہ نرا کار ہے۔ لیکن اس کا ساکار روپ میں پرگٹ ہو جانا ایک کھیل سا ہے۔ اس میں شک کرنے والے نادان ہیں۔ اور اُس کی طاقتوں سے بے خبر ہیں۔ وہ کیا نہیں کر سکتا۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ سب پایا اس کے ادھین ہے۔ وہ پایا کا سوا می ہے۔ اور ڈرا بھاری جاو کر ہے تم دیوتاؤں نے اُس کی طاقت کو نہیں سمجھا۔ اور خواہ مخواہ اپنی طاقت کا انکار کیا۔ اب تم نے سمجھ لیا کہ دراصل تمہاری یہ سب حقیقت نہیں ہے۔ تم میں جو طاقت ہے۔ وہ سب اُن کی ہی بخشی ہوئی طاقت ہے۔ وہ سب کی پشت پناہ سب شکیمان سب دیا پک سب کا آتما سب سے بڑا ہے جسے چاہے فتح دے۔ جسے چاہے شکست دے۔ اسی کے سب چرتر ادرا سی کا سب ولاس ہے۔

دیوتاؤں نے مانا (ماں) پاربتی برہم (وہ) سے پوچھا کہ ماں! کس طرح اُسے ہم ہمیشہ بھی دیکھیں۔ اور پاویں؟ اُس نے کہا۔ بیٹا! اس کا پایا بڑا مشکل ہے۔ یہ تو جس طرح بھی چلتی ہے۔ اسی طرح چمکتا اور مخفی ہو جاتا ہے۔ جو بادل اور بجلیاں چمکتی ہیں۔ اُن سب میں ہے۔ اور یہی اُن سب میں آیا چمکتا ہے۔ اور وہ ہی تمہارا انکار (تکبر) توڑنے کیلئے آنکھ کی جھپک کی طرح مجسم ہو کر آیا تھا۔ اور چشم زدن میں اتر دھیان ہو گیا تھا۔ یہی اس کا ادھی دیو مرتبہ ہے۔ لیکن اس طرح اس کا دیکھنا واقع میں اس کا اصل نہیں۔ اصل کی وجہ دوسری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح باہر سب میں دیا پک ہے۔ اسی طرح یہ تمہارے اندر بھی دیا پک ہے۔ جب تم اتر لکھ ہو کر اسے اپنا آتم روپ مان کر پچا لو گے تو اصل پاؤ گے۔ ورنہ بڑی بھگتیوں اور بڑے پیوں سے اپنے بھگتوں اور معتقدوں کے لئے یہ کبھی کبھی جلی کی چمک کی طرح یا آنکھ کی جھپک کی طرح مجسم ہو آتا ہے۔ اور اتر دھیان (ادیشم) ہو جاتا ہے۔ مگر اصل چاہو تو اپنے اندر منو برتوں کو دیکھو۔ یہ جو من میں سنکلیں اٹھتے ہیں۔ اُس میں ساکشی آتما کا نور منعکس ہوتا ہے۔ یہی اُس کا ادھیاتم سر روپ ہے۔ اسے جو پچا نہا ہے۔ اور اپنا آتما جانتا ہے۔ اُس سے اصل پاتا ہے۔

اما پاربتی نے پھر فرمایا۔ کہ جو ایشور کو اپنا آپ (آتما) سمجھ کر بھی کرتا ہے کہ میں برہم ہوں۔ وہی اس کو پاتا ہے۔ یہ تکبر نہیں بلکہ اس کی کبر مائی ہے۔ وہ جو تم نے فتح پانے میں فخر کیا تکبر ہے۔ اور آتم برہم اسی کا ابھیس کرتا ہے اُس کی کبر مائی ہے۔ اور یہی اُس کی سچی اپنا سنا ہے۔ اسی طرح اما دیوی نے دیوتاؤں کو تکبر اور کبر مائی میں فرق کر دکھایا۔ اور فرمایا کہ اسی کبر مائی کا کشل کرو۔ اور اس فضل میں شرم۔ دم۔ تپ۔ نیک اعمال اور دیدوں کا پڑھنا۔ یا تو کرو۔ تو تمہارے اندر میں ہی فکر اور غور سے رہیں آتم چنتن کے (ابھیس سے) آتم روپ ہو کر دکھائی دے جائے گا۔ اور اُس سے اصل پا جاو گے۔ میں اسی طرح اُس سے اصل پائی ہوں۔ اور اُس سب (دیوتا) اسی سبب سے میری دیھتیاں (شائیں) ہو۔ اور جو ایسا جانتا ہے۔ اپنے پاپ دور کر کے سورگ لوک میں ابدی رہتا ہے۔ ایسی تعلیم دے کر پاربتی بھی اتر دھیان ہو گئی۔

دیوتاؤں نے پاربتی کے فرمانے کے مطابق شرم۔ دم۔ تپ اور جپ شروع کر دیا۔ جب جب اور تپ کر کے سا دھن سمپن ہوئے تو ست سنگ کی مجلسیں کر کے اپنے اندر اُسے تلاش کرنے لگے۔ اور یہ ناعدہ ہے۔ "جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے"۔ پھر انہوں نے اُسے پالیا۔ اور کبر مائی میں ڈھل ہو گئے۔ جس طرح انہوں نے مجلسوں میں اُسے غور کر کے پایا وہ بھی اب کیلئے۔ وہ انہوں نے یوں سوچا۔ کہ کس کی شائے چلیا ہو یا جن سنکلیں دھکپ کرتا ہے؟ اور کس کی مرضی سے یہ پران چلتا ہے۔ اور سانس اندر باہر جاتا ہے؟ اور کس کے حکم سے یہ کلام بات چیت کرتا ہے؟ کون سی فہمی ہے۔ جو آنکھ اور کان میں پرورش کر کے اُن کو دیکھنے اور سننے کی شکتی دیتی ہے۔



بھگوان رام۔ وشنو کا اوتار تھے۔ اُن کا جنم نہیں ہوا۔ بلکہ وہ پرگٹ ہوئے۔ مہاراجہ دشرتھ اور کوشلیانے جو اپنے پہلے جنم میں اوتار روپا کے نام سے دکھیات ہیں۔ نے گھورتپ کیا۔ اُن کے تپ سے بھگوان پرشن ہوئے اور کہا کہ فور مانگو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں بھگوان ہیں اپنے جیسا پتر بردان کرو۔ بھگت ولس بھگوان نے کہا۔ کہ میں اپنے سلمان دوسرا کہاں جا کر تلاش کروں۔ اسلئے خود ہی آکر تمہارا پتر بنوں گا۔ (بھگوان جیسا اور ہو بھی کون سکتا ہے) اسی ور کے مطابق وشنو اور شت روپا دوسرے جنم میں مہاراجہ دشرتھ اور مہارانی کوشلیانے۔ اور بھگوان وشنو ہی رام کے روپ میں اُن کے پتر کھلانے۔ وہ اور جیوول کی طرح مایا کے ادھین ہو کر سنسار میں نہیں آئے۔ بلکہ مایا کو اپنے ادھین کے چتر بھی روپ میں پرگٹ ہوئے۔ مہارانی کوشلیانے اُن کی استی کی۔ اور پرا رنضا کی۔ کہ اس چتر بھی روپ کو چھوڑ کراتی پیاری بال میلاریں جس سے مجھے سکھ اور تندہ پر اپت ہو۔ بھگوان نے انہیں یو ر بلے جنم کی کتھا کہہ کر سمجھایا۔ کہ آپ کے تپوں کے کارن میں آپ کے ہاں پتر روپ سے ہوا ہوں۔ اب میں غمار کے کہنے کے بموجب بال میل کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بالک روپ ہو کر روزا شروع کر دیا۔ جو لوگ بھگتی اور شردھا سے رشتہ ہیں۔ اُن کو بھگوان کے اوتار دھارن کرنے اور شش لیلانے پر شکتیاں اٹھتی ہیں۔ کہ سر دشتیمان پر بھوکے منش ہو سکتے ہیں۔ وہ تو زار کا رہیں۔ اُن کا کوئی آکا نہیں۔ اسلئے اُن کا جنم نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اعتراضات وہ بھلے ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کو ایشور کی سچی بھگتی پر اپت نہیں ہے۔ لیکن ایشوری ہما (ایشوری سکتی) کو اُلٹھو کرنے والے ایشور کے انیشہ بھگت کو یہ تشکا نہیں اُٹھتی۔ وہ تو ہر مانا کو سرو بیایک اور سر دشتیمان مانتا ہے۔ اور اس کو نیتیاں کہے گئے بھگوان کا فران یاد ہے۔ کہ جب بھی دھرم سے لوگ متنفر ہو جاتے ہیں۔ اور باب ہر رختا ہے۔ تب تب میں دھرم کی استھاپنا بھگتوں اور سنتوں کی رکھشا اور دشمنوں کا سنہار کرنے کے لئے پرگٹ ہوتا ہوں۔

بھگوان نے جب کرشن روپ میں اوتار لیا۔ تو ماتا دیو کی کو بھی چتر بھی وشنو روپ میں پرگٹ ہو کر درشن دیئے۔ اور کہا کہ اُن کو کوکل میں مانا جسو کو ہا کے ہاں پہنچا دینا۔ چنانچہ وسو دیو جی جب اُن کو بالک روپ میں سر پر اُٹھا کر چلے۔ تو جیل خانہ کے تمام دروازے خود بخود کھل گئے۔ اور تمام پیرہ دار گری نیند میں سو گئے۔ جب وسو دیو جی نے جسو دھاجی کی لڑکی جو کہ مایا تھی۔ اسکو اُٹھا کر واپس آئے تب تک پیرہ دار سوئے رہے تھے۔ جب وہ جیل خانہ کے اندر داخل ہو گئے۔ تب ہی پیرہ دار چل گئے اور خود بخود دروازے بند ہو گئے اور نفل لگ گئے۔ اور کسی کو بھی اس سالہ کی خبر نہ ہو سکی۔ سب نے سمجھا کہ دیو کی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھگوان کا معجزہ تھا۔ اسلئے کہا ہے کہ بھگوان کا جنم دویہ اور اولک ہوتا ہے جس کو صرف بھگت جن ہی جان سکتے ہیں۔ دوسرے نہیں۔

آفتاب دھرم جب چھپتا ہے گہری غار میں - پھیلتی ہیں پاپ کی تاریکیاں سنسار میں
خون ہوتا ہے عدل کا راجہ دربار میں - قیمتیں بڑھتی ہیں بدعاشوں کی ہر بازار میں
عنصری قالب میں آکر مالک ہر دو جہاں
دور کر دیتا ہے ہر بقوی پر سے سب بار گراں

سنت تلمی داس بھی بھگوان رام کے جنم کا جس خوبی سے رام چرت مانس میں وزن کیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے وہ تحریر فرمائے ہیں۔

جوگ لگن گرہ بار تھقی سکل بمئے انوکول

جزر اور آچر ہرش جت رام جنم سکھ مول

یوگ لگن گرہ وار اور تھقی سبھی انوکول ہو گئے۔ جزر اور چیتن سب ہرش سے بھر گئے۔ کیونکہ رام کا جنم سکھ کا مول ہے

نومی تھقی مدھو مانس پینا

مدھیہ دوس اتی سیت نہ کھاما

پوتر جیت کا مہینہ تھا۔ نومی تھقی تھقی شکل کش اور بھگوان کا میرا ابھی جت سندھ مورت تھا۔ دہر کا سمے تھا۔ نہ

بہت سردی تھی۔ نہ گرمی تھی۔ وہ پوتر سمے سب لوگوں کو شانتی دینے والا تھا۔

سیتل مند شر بھی بہہ باوؤ

بن کسمت گری گن مانی آرا

شیتل مند اور سنگدھ پون چل رہا تھا۔ دیوتا پرتن تھے۔ اور سنتوں کے من میں بڑا چاؤ تھا۔ بن پھولے ہوئے تھے۔ پرتوں کے سموہ بیوں سے جگمگا رہے تھے اور ساری ندیاں امرت کی دھارا بہا رہی تھیں۔

سو او سر ہرنجی جب جانا

لگن بل سنکل شر جو تھا

جب برما جی نے بھگوان کے پرگٹ ہونے کا سمے جانا۔ تب ان کے ساتھ سب دیوتا مان سجا سجا کر چلے۔ نزل آکاش دیوتاؤں کے سموہوں سے بھر گیا۔ گندھروں کے دل گنوں کا گان کرنے لگے۔

برشیں شمن سو اچلی سا جی

مستی کر ہیں ناگ سنی دیوا

اور سندھ انجلیوں میں سجا سجا کر ٹیپ برسانے لگے آکاش میں گھنگم گنگا رے بجنے لگے ناگ منی اور دیوتا سستی کرنے لگے۔ اور بہت پرکار سے اپنی اپنی سیوا (اپہار) بھینٹ کرنے لگے۔

سر سموہ بنتی کری پنچے پنچ دھام

جگنو اس پر بھو پر گئے کھل لوک دھرام

دیوتاؤں کے سموہ بنتی کر کے اپنے اپنے لوک میں جلیپنے۔ بہت (سب) لوگوں کو شانتی دینے والے جگد آدھار پر بھو پر گٹ ہوئے۔

بھئے پرگٹ کر پالا دین دیالا کوشلیا تنکاری

ہرشت ہتھاری تھی من ہاری ادھت روپ بجاری

لوچن ابھی راماتھو گھنیا مانج آلودھ بھیج جاری

مبھوشن بن پالانین لبالا سو بھاسندھو کھاری

دینوں پر دیا کرنے والے کوشلیا جی کے متکاری کر پالو پر بھو پرگٹ ہوئے۔ بیوں کے من کو ہرنے والے ان کے ادھت روپ کا دھار کر کے تانا ہرش سے بھر گئی۔ نیتروں کو آند دینے والا میکھ کے سامان شرر تھا۔ چاروں بھجاد میں ایسے خاص آبدھ (گدا پدم سکھ اور چکر) دھارن کئے ہوئے تھے۔ دویہ آجوشن اور بن مال اپنے تھے بڑے بڑے نیتر تھے اس

پر کار شو بھلے کے سمندر اور کھر اکھش کو مارنے والے بھگوان پرگٹ ہوئے۔

کہہ دوئی کر جو ری استی توری کہی بدھی کروں انتا
ما یا گن گیا نا اتیت امانا بید پُران بھنتا
کر دنا سکھ ساگر سب گن ہر جہی گانوں بشرتی سنتا
سو مہ ہت لاگی جن انوراگی بھو پرگٹ شری کنتا

دونو ہاتھ جوڑ کر مانتا کہنے لگی ہے انت! میں کس پر کار تھاری استی کروں۔ وید اور پُران تم کو مایا گن اور گیان سے پرے اور یر بیان رہت بتلاتے ہیں بشرتیاں اور سنت جن دیا اور سکھ کا سمندر سب گنوں کا وہام کہہ کر گان کرتے ہیں۔ وہی بھگتوں پر پریم کرنے والے لکشی پتی بھگوان میرے کلیان کے لئے پرگٹ ہوئے ہیں۔

پر سہا نڈ بکایا نرمت مایا روم روم میرتی وید ہے
مہم اوسو باسی یہ آپ ہا سی سنت دھرمی تھمر نہ رہے
آپنا جب گیا نا پر بھو مسکانا چرت بہت بدھی کس جے
کہی تھنا سو بائی مائو بھجانی جہی پر کا رست پریم ہتے

وید کہتے ہیں کہ تمہارے ہر ایک روم میں مایا کے رچے ہوئے انیکوں پر سہا نڈوں کے سموہ بھرے ہیں۔ "وہ تم میرے گھر میں رہے۔" اس نئی کی بات کے سننے پر دھرم (ویدی) پرشوں کی مذہبی بھی وجہت ہو جاتی ہے۔ (یعنی وہ بھی بھرم میں پڑ جاتے ہیں) جب مانتا کو گیان آپن ہوا تب پر بھو مسکا۔ وہ بہت پر کار کے چتر کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پورب جنم کی سندر تھنا کہہ کر مانتا کو سمجھایا جس سے انہیں پتر کا پریم پراپت ہو (یعنی بھگوان کے پریتی پتر بھجاو ہو جائے)

مانا پنی بولی سو مئی ڈولی بھوتات یہ روپا
یکجے سسولیلانی پر یہ سیلا یہ سکھ پریم الوپا
تشی بجن سجانا رودن ٹھانا ہوئی بالک سر بھوپا
یہ چرت جے گانوں ہری پد پا دیں لے نہ پریں بھو گوپا

مانا کی وہ گیان بھی بدل گئی۔ تب وہ پھر بولی۔ ہے تات ایہ روپ چھوڑ کر اتیت پر یہ بال لیا کرو۔ میرے لئے یہ سکھ پریم اُتویم ہو گا۔ مانتا کا یہ جن سن کر دیوتاؤں کے موائی سجان بھگوان نے بالک روپ ہو کر روزا شروع کر دیا۔ تلسی دس جی کہتے ہیں جو اس چتر کا شردھا اور پریم کے ساتھ گان کرتے ہیں۔ وہ شری ہری کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور پھر سنار روپی کونیں میں نہیں گرتے۔

دو یا - زپر دھیتو سر سنت ہت لینے منج اوتار

منج اچھا نرمت تنو مایا گن گو پار
براہمن گنو دیوتا۔ اور سنتوں کے لئے بھگوان نے منش کا اوتار لیا۔ وہ اگیان مئی ملنا مایا اور اس کے گن (سنت راج - تم) اور باہری تھنا بھیتری اندریوں سے پرے ہیں۔ ان کا دویہ شریر اپنی اچھا ہی سے بنا ہے (کسی کرم بندھن سے پریش ہو کر تر گنا تک بھو تک پدارتوں کے دوا نہیں) ایڈ میٹر

تلسی رامائن اردو مجلہ بالصورہ جو چابیاں اور جمہوریت سارھے دس روپہ لیکن انوی کی خوشی میں ہر پریم ۱۹۹۴ء تک ایک ایک روپہ کی خاص رعایت۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار۔ قلمیے کا پتہ - دفتر رسالہ اوم اندرون اجیری گیٹ دہلی عک

رام بھجن

از قلم شری نوبت رائے جی شوخ

رام بھجن تو کھ بھجن ہے رام بھجے سکھ موت * ہر ہر سانس جگلیئے رام تام کی جوت
 رام ہی اپنا اپ مے چھوڑ پرانی آس * رام جھو کہ رام کا یا گھٹ رام نو اس
 ایسا سمن سادھیئے نام جپے ہر سانس * پھر پنجرے ڈالیں نہیں ہاڈ چام اور مانس
 بڑ بھاگی وہ جیو ہے جا کو نام آدھار * سمر سمر من رین دوس رام ہی بار بار
 سمرن ہی چت میں ہے جب لگ تن میں سانس * نام سدرشن رام کا کاٹے جم کی پھانس
 جونیت سمرے رام کو نر بڑ بھاگی سوئے * نام آجالا رام کا گھٹ میں درشن ہوئے
 مانس تن بھی پائے کے جو سمرے نا رام * ایسے موہت جیو کے برحقا سائے کام
 سولی کا کاٹا کریں کانٹے کو بھی پھول
 شوخ تو ایسے رام کو ایک گھڑی مت بھول

کتاب پرانا یام اور آسن پر اخبار پرتاپ کی رائے

روزانہ پرتاپ اپنی اشاعت موضع یکم مارچ ۱۹۶۲ء میں لکھتا ہے۔ کہ پرانا یام اور آسن سوامی بھولا ناٹھ سرناپور تھلہ کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ اس میں سوامی جی نے انسانی حمت اور تندرستی و توانائی کو برقرار رکھنے اور جسم کو طرح طرح کی بیماریوں اور لاکھوں سے بچانے پر راہ و رفت پر گامزن ہونے والوں کی رہنمائی کے لئے یوگ کے آسنوں اور پرانا یام کے اصولوں اور محلوں کا نہایت تفصیل سے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ کونسا آسن کن بیماریوں کو شفا دے سکتا ہے۔ آج جو بہادریش میں ہر طرح علاج منہگا ہوتا جا رہا ہے۔ اور دواؤں میں ملاوٹ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ میں اپنی حمت برقرار رکھنے کے واسطے قدرت سے رجوع کرنا ہو گا۔ اور یوگ کے آسن قدرتی علاج کا بہترین طریقہ ہیں۔ اس سلسلہ میں سوامی جی کی تصنیف لوگوں کی بھرپور رہنمائی کر سکتی ہے۔ اور ان کیلئے گھر کے ڈاکٹر کی حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ سوامی جی اپنی زندگی میں یوگ کے مختلف مراحل کا مابانی سے طے کر چکے ہیں۔ اسلئے انہوں نے عملی تجربات سے حاصل ہونیوالی قیمتی معلومات کو عوام کے فائدہ کیلئے نقل کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ یوگ کے کس مقام پر کس قسم کی ذہنی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور اس کا رد عمل کیا ہوتا ہے۔ اور کہ اس قسم کی حالت میں بہت سے لوگ مایوس ہو کر اس سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ مختلف آسنوں کے طریقوں اور تفصیل کے علاوہ کتاب میں تصاویر بھی دی گئی ہیں جن سے اسکی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ سوامی جی نے زبان بڑی عام فہم سہل کی ہے جسکی بدولت معمولی پڑھے لکھے افراد بھی بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں۔ سوامی جی کی یہ تصنیف اپنی پہلی تین تصانیف موت اور زندگی تین حصوں کی طرح عوام کیلئے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور ذہنی سکون اور مثلاً شبان حق کیلئے تو اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ ۱۶ صفحات ہیں قیمت دو روپے۔

ملنے کا پتہ :- بابو پرشوتم لال اگر وال دانہ منڈی کپور تھلہ۔ (پنجاب)

پریت رام

دھارنا :-

رام سیوں کر پریت سے من -

”رے من رام سیوں کر پریت“
شرون گو بند گن سکوا اور گاؤ رنا گیت - کمر سادھ سنگت سمر مادھو ہو کے پتیت پتیت
کال دیال جیوں پر پوڈو لے نکھسارے تیت - آج کال پھن تو ہے گرس ہے سمجھ راکھو جیت

کہے نانک رام بھیج لے جات اوسر بیت (سورٹھ محلہ ناواں)

”پریت جان لیون ماہیں“ اس گورو بانی کے اوسار ”پریت رام“ من کے اندر ہے باہر نہیں۔ یا پھر دہاں ہی دہری
جگہ اسی بات کو نشیدھ نکھ سے درٹھ کرتے ہوئے کہا گیا۔ ”باہر ڈھونڈے سو بھرم بھلا میں“ اس لئے اس پریت کی کھوج
من کے اندر ہی کرنی چاہیئے۔ اسی طرح اُدپر والے شبد میں بھی اسی بات کو سکھش میں رکھ کر ناویں گورو تیغ ہار صاحب اپنے من کو ہی
اپدیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ”رے من رام سیوں کر پریت“ کہ اے میرے من پریت رام کے ساتھ ہی تو پریم کر۔ چونکہ
”वहवोऽस्मिन् परुषे कामाः“ اس شرتی کے اوسار اس پرش میں امنت کا سنایاں بھری رہتی ہیں جن سے
جلدی خلاصی پائی سنگ نہیں۔ گورو جی اپنے من کو ہی سکھش کر کے تمام پر جا کو اپدیش کرتے ہیں۔ کہ اے پر جا۔ تو رام سے ہی پیار
کر۔ لیکن اتنے ماتر اپدیش سے وہ من جس کے اندر نادادی کال سے وشے و سناںیں بھری پڑی ہیں۔ کب یکدم وشیوں سے ہٹ
کر پریت رام سے پریت کر سکتا ہے اس لئے گورو جی اپنی و پریت پرورنی کو مٹانے کے لئے اور اسے رام پریم میں جوڑنے
کیلئے اپنی ایک سادھنوں کو اسی شبد میں سکیت کرتے ہیں۔ چونکہ جب تک ان سادھنوں کا اوشٹھان نہ کیا جاوے بعض
سُن لینے پر کہ رام سے پریت کرنی چاہیئے۔ کوئی رام پریم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی انا تم پریتی کا تیاگ ہی کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے
کہ ان سادھنوں کو بھی کچھ مدت کیلئے کیا جاوے۔ اب ان سادھنوں کو بھی سنئے۔ چنانچہ وہ یہ ہیں۔

۱، ایشور گن شرون ۲، ایشور گن گھائن ۳، ایشور سمرن ۴، سادھو سنگتی - اور ۵، مرتی کی یاد - اب اسے دستار
کے ساتھ سنئے۔ (۱-۲) سب سے پہلے گورو جی نے پریت رام میں شددھ پریم اتین کرنے کے لئے ایشور کے گنوں کا شرون
اور گائن ہی سکھ سادھن بتلایا ہے۔ ویسے تو کتنوں اور گائن ہی پردھان مانے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے وہ نہ بن سکے۔ تو پھر
شرون تو عین ضروری ہے۔ بلکہ جان لو کہ شرون اور کتن سے بھی کیرتن کے ٹروپ میں گائن اور بھی اعلیٰ ہے۔ کیونکہ کیرتن سے
جو چیت کی ایک گرتا پراپت ہوتی ہے۔ وہ شرون اور کتن سے نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کیرتن کو جتنی سمجھ دئے والوں کے ہاں ایک خاص
ستھان ہے۔ ”کیرتن بر مولک ہیرا“ یوں کیرتن کی تعریف بھی گورو بانی میں ہوتی ہے۔ اور نہ صرف اپنی استی ہی کی گئی ہے۔ بلکہ سوئم
گوردانک آدمی گوروں نے اس کا شغل بھی اپنے اپنے جیوں میں کیا ہے۔ اس طرح میراں بانی سور دہن۔ تکارام۔ گورنگ جہا پر جھو
آدی کی بھی مثالیں ملتی ہیں۔ جنہوں نے کیرتن بھگتی میں خاص دلچسپی لی ہے۔ اور اس کے پھل میں ایک اولک ایسا گرتا اور شانتی

بھی پانی ہے۔ کیرتن کے رُوپ میں، قلب کی کیسوئی ہوتی ہے۔ وہ موکھک جب اور مالآ آدمی دوارا نہیں ملتی۔ پالکھ اور صبر کیرتن کے مقابلے میں ہلکے سا دھن مانے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سکام انوشھان میں جب اور پالکھ زیادہ اچھوگی ہوتے ہیں۔ تو بھی تمام ایشور جھکتی ہیں ہری سیکرتن کو اور اور سا دھنوں کی اپیکشا پردھانتا ہے۔

دسویں پیر سا دھن پر تیرم رام کے پریم میں گورو جی کے ایشور سرن بتلایا ہے۔ جہاں کانوں سے ایشور کے گنوں کو سنا بانی سگائے سزا بتلایا تھا وہاں چت سے سرن کرنا پر تیرم رام میں شدھ پریم نہیں کرنے کا اعلیٰ دوار ہے۔ باقی جان لو کہ جب تنک شرمن اور کائن مکمل نہ ہوں چت سے سرن نہیں کیا جاسکتا۔ چت چونکہ اپنی سجاو پرتی سے چھل اور بلان ہے۔ اس پر بجز شرمن اور کیرتن قابو پانا عین دشوار ہے۔ اس لئے سا دھک کو چاہیے کہ سرن بھگتی پراجی کے لئے شرمن تنھن اور گائے پر خوب زور دیوے ہوں جب ان کا شغل کچھ وقت کے لئے ہوتا ہے۔ تو چت انتر مکھ ہونے سے ایشور سرن خود بخود چلتا رہتا ہے۔ جسے تمام سا دھنوں کا پھل ہی سمجھنا چاہیے۔

۴۴، اسی طرح چوتھا سا دھن سا دھو سنگتی یعنی ست پرش ساگم ارتھات ست سنگ ہے۔ سو وہ بھی نیم سے کرنا چاہیے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ ہر دے میں چھپا ہوا پاپ یا مل ست سنگ کے بغیر کبھی نہیں چھوٹتا۔ ست سنگ ہی ایک ایسی دستوبے جس میں اس جو کو اپنے دوشوں کا احساس ہوتا ہے۔ اور وہ اسے نورت کرتے کا پر تین کرتا ہے۔ اگر ست سنگ نہ کیا جاوے۔ تو ایک مدت تک بھی اور اور سا دھنوں کو کرتا ہوا پرانی کوکلو کے میں کی طرح ایک ہی جگہ پر پڑا رہتا ہے۔ اور ہر بار تھ تھ پر کچھ بھی ترقی نہیں کرتا۔ یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ ست سنگ کسی اتم پرش کا ہی کرنا چاہیے جو نہ صرف ودوان ہی ہو بلکہ پرنیکیل اور عالم باعلیٰ شرمن تری پریم نشیٹھی ہو۔ جب اتم پرش کا ساگم ملتا ہے۔ تو ہر دے میں ودیک آدمی سا دھن بھی دھیرے دھیرے ہٹنے لگتے ہیں۔ جن سے بدھی کھلنے لگتی ہے۔ اور شدھ رام پریم بھی جاننے لگتا ہے۔ اور ہی تھا ست سنگ سے مطلوب۔

اس پر کار شرمن بھگت اور سمرن۔ سا دھو سنگتی سے مل کر انتہ کرن کی شدھی کا کارن ہوتے ہیں۔ جس سے پریم رام میں شدھ پریم آتین ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو "ہو دے پت پٹیت" ان بدوں سے اوپر والے شبد میں گورو جی نے دشا یا ہے اور پھر نہ صرف گورو تیغ بہادر صاحب نے ہی ان ان سا دھنوں کو ایشور پریم کی اتیتی میں سا دھن رُوپ سے بیان کیا ہے۔ بلکہ وہیں گورو بانی کے اندر بھگت راج رویداس جی نے بھی اسی بات پر سنکیت کرتے ہوئے دھن ساری راگ میں یہ نیچے کا شبد اچارن کیا ہے۔

شرمن بانی سو جس پور راکھوں

رسن امرت رام نام بھاہوں

میں تو مول مہنگی لمی جیاسے

بھاو بن بھگت نہ ہوئے تیری

پنج راکھو راجہ رام میری

پنج راکھو راجہ رام میری

پنج راکھو راجہ رام میری

پنج راکھو راجہ رام میری

پنج راکھو راجہ رام میری

پنج راکھو راجہ رام میری

پنج راکھو راجہ رام میری

چت سمرن کر دل میں او کوکمنو

من سو مدھکر کر دل چرن ہر دے دھوں

میری پریت گو بند سیوں جن گھٹے

سا دھو سنگت بنا بھاو نہیں اچھے

کہہ رویداس ایک مینتی ہر سیوں

اس شبد کا سنکھٹ پ رُوپ ارتھ ہم اپنے چاٹھوں کی سنجھتا کے لئے کہے دیتے ہیں تاکہ ان کے اندر بھی دی شدھ پریم کی جھلک پیدا ہو سکے۔ لہذا اسے دھیان دے کر سنئے۔

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے برا تھنا کرتے ہوئے فیدان کرتے ہیں۔ کہ اے پریشد میں چت سے تیرا اسد پر سمرن کر دل

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے برا تھنا کرتے ہوئے فیدان کرتے ہیں۔ کہ اے پریشد میں چت سے تیرا اسد پر سمرن کر دل

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے برا تھنا کرتے ہوئے فیدان کرتے ہیں۔ کہ اے پریشد میں چت سے تیرا اسد پر سمرن کر دل

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے برا تھنا کرتے ہوئے فیدان کرتے ہیں۔ کہ اے پریشد میں چت سے تیرا اسد پر سمرن کر دل

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے برا تھنا کرتے ہوئے فیدان کرتے ہیں۔ کہ اے پریشد میں چت سے تیرا اسد پر سمرن کر دل

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے برا تھنا کرتے ہوئے فیدان کرتے ہیں۔ کہ اے پریشد میں چت سے تیرا اسد پر سمرن کر دل

سمیرن کر کے اسے جنگے مول خرید لیا ہے۔ اے راجہ رام سادھو سنگتی بنائیں سمیرن کا بھاء پیدا نہیں ہوتا۔ اور بھاء و نیال جنگتی نہیں ہو سکتی۔ اتاہ میری آپ سے یہی بنتی ہے کہ آپ مجھے اپنا بھگتی بھاء پروانہ کر کے میری رکشا کریں۔

(یہ شبد بھی کئی بار راقم کے مکان پر روی دار کے ست سنگ میں پورے سارے ساگر کرتن کے روپ میں گمایا گیا۔ اور یہ دیا کھیا بھی کی گئی) اب پورب پر کرن پر بھر آئیے۔

اس طرح کئی ایک سادھن مل کر ایشور پریم کی اتیتی میں کارن ہوتے ہیں جیسے کہ گورو جی نے اور بھگت راج رویداس جی نے بھی اپنی اپنی منوہر بانوں میں اوپر درشایا ہے لیکن گورو جی نے تو پہلو بہ پہلو

(۵) مرتیو سمن "کو بھی اسی طرح سادھن روپ سے وزن کیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ لے جو کال روپ سرب اپنا مکھ پارے ہوئے تمہارے ارد گرد و گھوم رہا ہے۔ اور آج کل ہی نہیں گرس کرچا۔ ذرا اس بات پر بھی دھیان کر لینا اور یہ صبح ہے کہ اگر آدی کا دھیان مرتیو پر بھی بنا رہے تو وہ زیادہ پارے نہیں پارتا۔ اور پھوڑے میں ہی اپنا منتوش مانکر ایشور سمن میں مجر جاتا ہے۔

"جنہیں چلن جانا سے کیوں کرس ورتھا"

ایسا ایک دوسری جگہ بھی گورو گرنتھ میں وزن ہوا ہے۔ پس جہاں شرون نگاٹن سمن اور ست سنگ آدی سادھن ایشور پرستی سادھن ہوتے ہیں۔ وہاں مرتیو سمن یعنی موت کی یاد بھی سادھن ہو سکتی ہے۔ اتاہ سنار کھجنگن سے چھٹکارا پالنے کی خواہش رکھنے والے ہر مکھشو کا کرتویہ ہے کہ وہ مرتیو کو بھی سمن رکھے۔

یوں اس شبد میں رام پریم اور اس کی پراپتی کے کئی ایک سادھنوں کو ہکرنٹ میں رام بھجن کے لئے آدیش دیتے ہیں کہ لے میرے من۔ سندھ اور سہا و ناسمے دتیت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ تو اس کا سد اپیوگ کر لے کیونکہ اب سے پھر ہاتھ نہ آئیں گے اس موقع پر شیخ سعدی صاحب لکھتے ہیں۔ "در طفلی جستی در جوانی مستی در سیری سستی۔ غافل خدا را کے پرستی" یعنی تیرا بچپن تحصیل کو دین۔ تیری جوانی و شیوں کی مستی میں۔ تیرا بڑھاپا سستی میں چلا گیا۔ اے غافل تبتلا۔ ایشور کی یاد کب کرے گا؟۔ کبیر جی نے بھی گورو گرنتھ کے اندر کیا سنہری الفاظ میں اس بات پر یوں روشنی ڈالی ہے۔ اور وہ شبد یہ ہے۔

"جب لگ جاراوگ نہیں آیا۔ جب لگ کال گری نہیں کیا
جب لگ بھل بھی نہیں بائی۔ تب لگ بھج من سازنگ پائی
اب نہ بھجس بھجس کب بھائی۔ آدے انت نہ بھجیا جانی
جو کچھ کرس سونی اب سار۔ پھر پھٹاؤ نہ پاؤ پاو
ایہی تیری اوسرا یہی تیری بار۔ گھٹ بھیتروں دیکھ پیار
کہت کبیر جیت کے بار۔ بہو بدھ کیو پکار پکار
برہم از نیک اُپنشد کی یہ چند شرتیاں بھی یہاں پر مان کی جاسکتی ہیں۔

आत्मानमेव प्रियमुपासीत ।

आत्मानमेव लोकमुपासीत ।

ارتھات - ایشور آتما کو "پریم" روپ سے آپاسنا کرو۔ ایشور آتما کو "لوک" روپ سے آپاسنا کرو۔

संयोजनमात्मनः प्रियं ब्रूयात् प्रियरोहस्यति ।

तदेत प्रेयः यन्नात् प्रेयो विसात् प्रेयो न्यस्मात् सर्वस्मात् अन्तरतरे यद्व्यमात्मा ।

ارتھات ایشور آتما سے ابرکت کو "پریم" کہنے والے کے پرانی کہہ دو کہ وہ "پریم" روپ کروا لیں گے۔

ارنقاۃ الیہود آتا پتر سے پیارا ہے دھن سے پیارا ہے بلکہ اور بھی سب سے پیارا ہے کیونکہ سب کا انتر آتا ہے۔
لب و لباب اس سارے پر کرن کا یہ ہے کہ انا تم باہیہ و تنو کا پریم تیاگ کر پریم رام کی کھوج من کے اندر ہی کرنی چاہیے
کیونکہ جب تک انا تم و تنو کی اسستی کا سیک ندپ سے تیاگ نہ ہو جاوے۔ شدہ الیہود پریم کبھی اُدے نہیں ہو سکتا۔ ویراگ پوریک
سہی پریم کی اتنی سرب خاستر کاروں نے مانی ہے۔ چونکہ سنارک اسستی اور نگا و پرتی انتہ کرن میں اپنا گھر بنا چکے ہیں۔ اس لئے سچا اور
سچا الیہود پریم پیدا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے پیدا کرنے کے لئے کئی ایک دھنوں کی اوشکتا ہوتی ہے جنہیں ادب کے دولوشبدوں
کے اندر گورو تیغ بہادر صاحب اور بھگت راج رویداس جی نے ہمارے مت کے لئے درن کیلے۔ لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم بھی ان
جلوسادھنوں پر دھیان دیتے ہوئے انہیں اپنے جیون کے اندر ڈھالیں تاکہ ہمارے اندر بھی پریم رام کے شدہ پریم کا آدر بجاو ہو
اور سنارک انا تم پر ہی گھٹے۔ ادم شرم۔ شری رامائے منہ۔

دستِ کرم

شری جگن ناتھ جی کھٹہ
بی۔ بی۔ بی۔ بی۔

- (۱) روش بختم برو در آں کوئے دلدارم مرا - چوں ز بس بچال گردانید از ارم مرا
- (۲) رفته رفته آستان یار را دریا فتم - از سوائے خوش الوائے خوش من آں بشناختم
- (۳) از در دیوانخانہ بوئے خوش آمد من - ایستادم من ہماں دم تا بیغم آں چمن
- (۴) مشک سیزی، سر بسر آں نوع استقبال بود - یا کہ اظہار محبت سر بسر آں مے نمود
- (۵) در مشامم یک بیک پیدا شدہ جوش جنوں - عالم از خود فراموشی، سراسر از فسوں
- (۶) من فرد افتادم آنجا بر در دلدار من - جان من آں دلبر رعنائے طرحدار من
- (۷) در ہن حالت بماندم، خاک پایے یار من - سر بسر محروم گشتہ گرچہ از دیدار من
- (۸) زیر من فرش زمیں، بالائے من عرش بریں - من فرو ماندم چنان در شان عاشق پرچرں
- (۹) شب گزشتہ ہمچیں، چوں جمع صادق رونمود - یار با یاران ہمدم محو بزم عیش بود
- (۱۰) یک صدائے دلربا۔ در گوش آمد از قریب - آمدی بر در و حقیقی خوب مرد خوش نصیب
- (۱۱) چشم واکردم و دیدم بر سر بالین من، - ایستادہ سرو قد، ایمان من آں دین من
- (۱۲) من بت حیرت شدہ کردم نہ برجشاں یقیں - من کجا شوریدہ قسمت و ان کجا شوخ حین
- (۱۳) بر سر این منظر خواب است من پنداشتم - بد نصیب من نہ بختے، اس قدر خوش داشتتم
- (۱۴) بر سر دم دست کرم بہناد و گفت شوخ ایں - اس نہ خواب است لے بختی، تو چہ بنداری حین
- (۱۵) ہوش آورائے صفحہ سرگز نہ تو جہراں شو - اندرں خانہ بعز و شان تو مہمان شو
- (۱۶) ہوش کن تو ہوش کن، ہم این سخن در گوش کن - جام آلفتم من دہم آئنا تو یکدم نوش کن
- (۱۷) از برائے من تو جان را سوختی گرداں شدی - شاد باش امروز تو از بخت پرداں شدی

۱۸، با عقیدت ہر کہ بسپارد من خود را ز دل
دست گیری او را بکنم او نہ گردد مضمحل

(۱) کل جب میری بیماری یعنی غم فراق نے مجھے بہت بے حال کر دیا۔ تو ادھر میری خوش قسمتی جاگ اٹھی۔ اور وہ مجھے
 ترجمہ :- اپنے محبوب کے کوچہ میں لے گئی۔ (۲) وہاں آہستہ آہستہ چلتے چلتے میں اپنے یار (پریم) کی دہلیز تک پہنچ گیا۔
 اور میں نے وہاں سے آتی ہوئی خوشبو کی لیلیوں اور نہایت سریلی آواز سے پہچان لیا۔ کہ میرے محبوب کا یہی گھر ہے (۳) اس کی نشستگاہ
 کے دروازے سے مجھے پھر خوشبو کی پٹیں آئیں اور میں وہیں کھڑا ہو گیا۔ تاکہ اس خوشبو سے جھٹکتے ہوئے باغ کو دراجی بھر کر دیکھ لوں یا
 اس کی سیر اور گلگشت سے لطف اندوز ہو سکوں۔ (۴) مگر مجھے خیال آیا۔ کہ وہ خوشبو دراصل مجھے خوش آمدید ہی کہنے کے لئے میری طرف آ رہی
 تھی۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ مجھ سے اظہار محبت کر رہی تھی۔ (۵) بس یہ خیال آتے ہی ایک دم میرے دماغ میں سچان سا پیدا ہو گیا۔ اور مجھ
 پر اس کے ایک گونے جادو سے مدھوشی (آتم و سمرتی) کی حالت طاری ہو گئی۔ (۶) اور میں وہیں اپنے محبوب کے دروازے پر گر پڑا۔ ہاں ابھی
 محبوب کے دروازے پر وہ میری جان تھی۔ اور نہایت خوبصورت دلبر (پریم) (۷) اور میں ابی حالت میں اپنے محبوب کے قدم مبارک کی خاک
 بن کر رہی وہاں پڑا رہ گیا۔ اور ایسی حالت کے طاری ہو جانے سے میں اس کے دیدار بھی حاصل نہ کر سکا یعنی اس خوشی سے محروم رہ گیا۔ (۸)
 میرے نیچے زمین تھی۔ اور اوپر آسمان اور میں سرسبز ایک عاشق زار (جن کی قسمت میں سوئے رنج و غم کے اور کچھ نہیں ہوتا) کی شان
 میں بٹا رہا۔ (۹) آخر عاشقوں کی شان تو ہوتی ہی ہے۔ جو سب کچھ ترک کر کے اپنے محبوب کے دروازے پر ہی بھٹکنے میں لطف محسوس
 کیا کرتے ہیں) (۱۰) اتنے میں رات گزر گئی۔ اور پو پھٹنے کا وقت آ گیا۔ لیکن میرا محبوب اس وقت بھی اپنے دوستوں کے ساتھ
 رنگ رلیوں میں مصروف تھا۔ میری نیند کھل چکی تھی لیکن میں ابھی بے حس و حرکت آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ (۱۱) اتنے میں نزدیک سے
 ہی ایک نہایت من مہر بنی دل کو بٹھالنے والی آواز میرے کانوں میں آئی۔ اے خوش نصیب آدمی تو میرے دروازے پر بچکر سو ہی گیا مانر
 بھی نہ آیا۔ (۱۲) یہ دلفریب آواز سن کر میں نے آنکھ کھولی۔ تو کیا دیکھا ہوں۔ کہ میرا دین، ایمان، یعنی سرود (سب کچھ) دوسرے الفاظ
 میں میرا محبوب بنفس نفیس میرے سر ہانے کھڑا ہے۔ (۱۳) یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی میں بھونچکا سا ہو گیا۔ اور اپنی
 آنکھوں پر یقین کرنے پر تیار نہ ہوا۔ یعنی جو نظارہ اپنے محبوب کے پاس کھڑے ہونے اور اس کے مجھ غافل کرنے کا میں نے دیکھا۔ میں
 اس پر یقین نہ کر سکا۔ کیوں کہ کہاں میرے جیسا پرست آدی اور کہاں وہ حسن جسم میرا معشوق جو مجھے محبت سے بلارہا تھا۔ میں نے
 اسے سرسبز خواب ہی سمجھا۔ کیونکہ مجھ جیسے سیاہ بخت کی اتنی خوش نصیبی کہاں۔ کہ میں اپنے محبوب کے دیدار سے فیضیاب ہو سکوں۔
 (۱۴) اتنے میں میرے محبوب نے میرے سر پر اپنا دست کرم (ہتار بند) رکھ دیا۔ اور فرمایا اے میرے دوست جو کچھ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ
 خواب نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ تم اے خواب کیوں سمجھ رہے ہو؟ (۱۵) اور پھر فرمایا کہ صفتی، ہوش کرو۔ اور اس طرح حیران مت
 ہو جیے۔ آئیے میرے گھر کے اندر بڑی عزت اور شان سے میرے ہمراہ بنئے۔ (۱۶) ہاں ہوش کیجئے۔ ہوش کیجئے۔ اور میری بات
 غور سے سنیئے۔ (۱۷) میں نہیں اپنے پریم کا پیالہ دیتا ہوں۔ اے ایک دم پی جانیئے (۱۸) میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ تو نے میری خاطر اپنے
 آپ کو جلا دیا۔ یعنی اپنی ہستی کو ہی مٹا دیا۔ اور سخت پریشانی اٹھائی۔ لیکن آج میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ تیرا دامن مراد سے
 بھر گیا ہے۔ یعنی تیری مراد پوری ہو گئی ہے۔ اس لئے تو اب خوش ہو۔ یہ تیرے لئے خوشی کا موقع ہے۔ (۱۹) یاد رکھنا
 کہ جو شخص شردھاکیت ہو کر میری شرمن میں آتا ہے۔ اس کی رکشا کرتا ہوں۔ اور اس کے دکھ نوازاں کر دیتا ہوں۔ صفتی
 نوٹ :- اس نازی نظم میں صفتی اپنے ایک خواب کا حال بیان کر رہا ہے۔ یہاں جس خوب یا پریم کا ذکر آیا ہے۔ وہ سوئے لہجہ کا
 کرشن کے آفر کوئی نہیں۔ اور کوئے یار سے یہاں مراد شری بندار بن دھام میں شری بانکے بیماری ہی ہماراج کے مندر والی گلی سے ہے
 اور ان کا دیوان خانہ ان کا مندر ہی ہے۔ جہاں وہ براجمان ہیں۔ جہاں ان کے دست ارتھتات محبت جن ان کی ہستی گاتے رہتے ہیں
 اور گندھی کے سمندھ میں جو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جو طرح طرح کے دھوئوں اگر بتیوں اور بے شمار تازہ تازہ پھولوں سے
 آتی رہتی ہے۔ اور جس سے سارا دیوانہ منڈل ہی سکندھت ہو جاتا ہے۔ اور سکندھت رہتا ہے

بھگوان لیلہ دھاری ہیں۔ اور اپنے بھگتوں کی مددھ لیتے ہی رہتے ہیں کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ صفی جو کسی صورت میں بھی اتنی کرپا کا پاتر نہیں تھا۔ اور نہ ہی اپنے آپکو بھگتوں میں شمار کرتا تھا۔ بھگوان نے اس کے سر پر بھی اپنی کرپا کا ہستاروند رکھ کر اسے نہال کر دیا۔ اور شری گیتا بھگوتی کے اس شلوک کاتات پر یہ سمجھا کر اسے شانتا دی۔

सर्वधर्मन्धिरित्यज्य आनेकं शरणं ब्रज।

अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शचः॥ ५५/८

اگر تھ :- سب دھرموں کو ارتقاات سمیون کر مون کے آشرے کو (یعنی جن کو مد نظر رکھ کر تم کوئی کام کرتے ہو) تیاگ کر یوں ایک مجھ سپدا نند گن واسد یو پر ماتا کی انیہ شرن کو پراپت ہو میں تجھ سب پاؤں سے شکست کر دوں گا، تو شک مت کر۔ اس کا صریح یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک ہم مکمل طور پر بھگوان کی شرن گرن نہیں کرتے اور کسی اور کی مدد پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بھگوان کام میں دخل نہیں دیتے لیکن جب ہم اپنے آپ کو پورے طور پر ان کے حوالے کر دیں۔ پوری پوری شردھا سے ان کے ہو جائیں تو وہ اونیہ انہی کرپا کا ہاتھ ہم پر رکھتے ہیں۔ جب تک درویدی کو اپنے سبندھیوں کی مدد پر بھروسہ رہا۔ تو کچھ نہ بنا لیکن جب اس نے دل سے بھگوان کو یاد کیا۔ تو وہ فوراً ساڑھی روپ میں اس کی سہایتا کے لئے آئیے۔ اسی طرح سے گج کو بھی انہوں نے آکر گرہ کے بندے سے شکست کیا تھا لیکن سوال تو ان پر پورے وشواس اور تول کا ہے۔ جس کیلئے ہم جلدی سے تیار نہیں ہو پاتے۔

شری رام راجہ تیرتھ باترا شرین کا استہار صفحہ ۱۹ رسالہ مارچ ۱۹۶۲ء میں غلط ہوا تھا جس میں تاریخ روڈی ٹرین ۱۲ مئی ۱۹۶۲ء کی بجائے ۱۲ مئی ۱۹۶۳ء غلطی سے شائع ہوئی۔ صحیح تاریخ روڈی ٹرین ۱۲ مئی ۱۹۶۲ء ہے۔ ناظرین نوٹ فرمائیں۔

تصحیح :-

تکسی رامائن مکمل بالتصور محمد اردو سلیس زبان میں :- سنت شردھنی بھگوان رام کے انیہ بھگت میں بھگوان رام کے پرکشش ورشن ہوئے تھے۔ انہوں نے بھگوان کے چتر کو غضب کی ہندی شاعری میں تلمبہ کر کے ایشور بھگتوں کیلئے ایک ایسا ادبجھت گرنجھ تیار کر کے رکھ دیا۔ کہ جب تک یہ سنار قائم رہیگا۔ بھگت لوگ سنت تکسی داس کے اس اوجہم اپکار کو یاد کرتے رہیں گے۔ یہ ایسا گرنجھ ہے جس میں ایک ایسے مہاپرش کی جونی اور آدش پیش کیا گیا ہے۔ جو کہ ہندو جاتی یا بھارت ورش کا رہنما ہی نہ تھا۔ بلکہ رام روپ میں ساکھشات بھگوان وشنو (ایشور) تھا۔ بھگوان نے ان کی جامعہ پن کر بھارت نو اسیول کو دھرم کی مراد ا کا ٹونہ پیش کیا۔ اگر انسان اس رامائن کا روزانہ پاتھ کرے۔ تو اس پر بھگوان کی خاص کرپا اور انوگرہ لپتی ہے بھگوان اپسر شرین ہو کر اسکو بھگتی دہن دینگے۔ آدش جہم پھل ہوگا۔ تکسی رامائن کے ہندی لوگوں کو اردو میں لکھ کر نیچے نہایت سہل زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی، دیدہ زیب۔ خوبصورت جلد میں ملبوس اور شاندار تصاویر سے غرق۔ قیمت نہایت کم و سہولت سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ دفتر رسالہ اوم اجیری گیٹ دہلی۔ ۶۔

شیو پران اردو مکمل سپت سنگھتا۔ سرت سے اردو ترجمہ

ڈبل سائز ۱۵ x 7 1/2 کاغذ موٹنگین چارنگی تصویرات مجلد 384 صفحات قیمت صرف بارہ روپے

ڈاک خرچ :- 2 روپیہ علاوہ۔ رقم پیش کیے بغیر داؤں کو ڈاک خرچ صاف منے کا پتہ :- دفتر رسالہ اوم اجیری گیٹ دہلی ۶۔

رام اوتار

از قلم کوی لوکناٹھ دِل
خوشاب نوی

(میری لکھی ہوئی سنہری رمان کا ایک سنہری ورق)

پرتھوی نے اک بار کی آہ و فغاں چونک اٹھے سنتے ہی دشتوں ناگہاں
بولے کہ نزدیک آنے دے سماں جامہ انسان میں آؤں گا وہاں

خنجروں کو تیز ہونے دے ابھی

جام کو لبریز ہونے دے ابھی

ظلمتوں پر نور بن کر چھاؤں گا چاندنی سی ہر طرف پھیلاؤں گا
باغ میں ہر پھول کو مہکاؤں گا جھومنا ہر شاخ کو سکھلاؤں گا

درد کی بن کر دوا آؤں گا میں

وقت آنے دے چلا آؤں گا میں

شام غم نے پایا ہے عشرت کا چاند گردوں نے چمکایا ہے عشرت کا چاند
ہر نظر کو بھایا ہے عشرت کا چاند چرخ نے دکھلایا ہے عشرت کا چاند

چاندنی شای محل میں آگئی

ناز سے لہرا گئے ہر سو چھا گئی

نور برسا چرخ نیلی فام سے ماہ نکلا ظلمتوں کے دام سے

بادہ چھلکا آسمان کے جام سے پھول برے ہیں خوشی کے بام سے

مُسکراہٹ سی لبوں پر آگئی

بند کلیوں کو صبا ہنسا گئی

زخم جو ہر بار دِل کا چھل گیا خود بخود وہ آج گویا سِل گیا

دِل دشت تھ کو سکوں ساہل گیا کھل گیا غچہ خوشی کا کھل گیا

گود کو شلیا کی تازہ ہو گئی

خاک آج اس در کی غازہ ہو گئی

وندھیاولی

”شبھ کرم کے کارنے ڈھیل نہ کر یومیت“

وندھیاولی ہمارا راجہ بلی کی پٹ رانی تھی۔ ایشور کی پرم بھگت اور پتی بڑا امتری جس وقت راجہ بلی سے دامن جی نے تین قدم زمین مانگی اور گورو شکر جی نے سمجھا یا کہ یہ وقت ناراٹاں ہیں، کہیں دھوکے میں نہ رہنا جتنے کہ راجہ کو اس کام سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی۔ اس وقت وندھیاولی ہی تھی جس نے اپنے جی کو سنکلیہ کے لئے جبل لاکر زور دیا کہ جلدی سنکلیہ کرے اور اس نیک ساعت کو ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دے کیونکہ اس کو ڈر تھا کہ کہیں شکر جی کے کہنے پر اس کے بچے دلو دان کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔

جب دامن بھگوان نے دو ہی قدموں میں دونوں لوگ ناپ لئے اور تیسرے قدم کے لئے راجہ بلی کو بانڈھا۔ تو وندھیاولی کو اس کا مطلق غم نہ ہوا۔ بلکہ از حد خوشی حاصل ہوئی۔ کراس کا پتی خوش قسمت ہے جس کا جسم بھگوان کے ارپن ہو رہا ہے۔ وندھیاولی نے ہاتھ جوڑ دامن بھگوان سے پرار تھا کی اور کہا۔ جہا راجہ! آپ نے ہمارا راجہ پر ہی اپنی کرپا پریشانی کی ہے۔ مگر میرے کو کیوں پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ میں شاستروں کی مراد کے مطابق اپنے جی ہمارا راجہ بلی کی اردھنگی ہوں۔ میرا جسم بل کر ہی ہمارا راجہ کا مکمل جسم لگنا جاسکتا ہے۔ اس لئے ہمارا راجہ کے شریر کے ساتھ میرا شریر بھی تو بالا ہوا جائے۔

ہمارا راجہ بھی رانی کی بات سن کر بہت خوش ہوا۔ دونوں نے تیسرے قدم کے بدلے اپنے شریر سنکلیہ کر دیئے تب بھگوان دامن نے پرستن ہو کر انہیں درشن دے کر نہال کر دیا۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ راجہ بلی کو اس نیک کام کے لئے مستعد کرنے اور بھگوان کے درشن پر اپت کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ رانی وندھیاولی کا ہی تھا جس سے بھگوان پرستن ہوئے تھے۔ دھنیہ ہے وندھیاولی!

تیرا غلام بنوں سب سے بے نیاز ہوں	جہاں میں تیری محبت سے سرفراز ہوں
ابنی ایسا محبت میں غسرتی نام لئے	کہ اپنے نام کو ڈھونڈوں تو تیرا نام ملے
خرد فریب گناہ ثواب دے نہ سکے!	حساب بعد فنا کوئی مجھ سے لئے نہ سکے
تو آج اپنی وفاداری کی مجھ میں جو بھر دے	کہ دل سے محو تنائے رنگ و بو کر دے
مجھ نیاز کی دنیا سے رابطہ ناز رہے	کہ دل میں گرمی الفت کا سوز و ساز رہے

کچھ ایسا سوز نہانی مجھے عطا کر دے
جو میرے عشق و محبت کی انتہا کر دے

(موہن موہتی)

پرستشوتری

سستہ از قلم مہاتما دولت رام جی سستہ

کھیاتی (ترجیوں کے بھوک اور منہ و انجھت سکھ کا ایک ساتھ لاکھ) اس کے علاوہ دوسرے شریز پرورش کرنا یا انیک شریوں کا دعائے کرنا بادل کی بات معلوم کر لیا یہ بھی سدھیوں میں ہی شامل ہیں۔

س۔ ۱۔ درشا ویدکت گیکہ دو اور سہ سکتی ہے۔ اگر ہاں تو شکر کن سے ہیں۔ اور اس دھمی سے گیکہ کرنا چاہیے۔ ج۔ ورشا کاریری گیکہ کے ذریعہ ویدکت دھمی سے کرنے پر ہو سکتی ہے جس میں دن دیو کی پرستش کرانی جاتی ہے اس کا دوحان کار گیکہ سنگھتیا بحر وید میں دیکھا جاتا ہے کسی کرم کا ندی پنڈت سے اس کے شعلی دریا نیت کر سکتے ہیں۔

س۔ ۲۔ روھیاں کون کی ہیں۔

ج۔ کسی دیوتا کی پرستش سے ان آدک کا آن گت پکتوں میں پورا ہو جانا جیسے سورہ کے دینے ہوئے پاتریں درویدی کو ر دھمی پرستش تھی۔ یہ بھی پرکار کی ہیں۔

یوگیوں کو تپ آدک سے اس کا انوکھ ہوتا ہے۔

س۔ چاندرا بن برت کا فصل طریقہ اور اس کے لاکھ کیا ہیں

ج۔ چندرما کے شکل پیش سے آرمجہ کر کے ایک گراں شدھ

ان یا دودھ یا جل کا شروع کر کے پورنماشی تک پندرہ

اور پھر اداں کو گھٹانے گھٹانے ایک پر لے کر اور

برجہ پر اور ایکا نیت اس اور شٹ دیوتا کا جب

دھیان وغیرہ رکھنا یہ بھی اوشیک سے اس سے

منو کا مایا پوری ہو جاتی ہے۔ اور اس کے شکتی بڑھتی

ہے۔ اور شری ریشٹ سہن کے یوگیہ ہو جاتا ہے۔ اس کا

دستار بہت گرتھوں میں ملتا ہے۔

س۔ ۱۱۔ ویش کی سولہ کلاں کون ہی ہیں۔

دب، شری بھگوان کرشن چندر کس طرح سولہ کلا سپورن تھے

ج۔ ۱۔ پرشن پند کے اوسار سولہ کلا مندرجہ ذیل ہیں۔

پران، شر دھما، اکاش، وایو، چوٹی، جل، پرنھوی

کرم اندیاں، اور گیان اندیاں، من، ان

دیر، رت، منتر، کرم، روک، نام

دب، ویشیٹی روپ سے جو کلاں منشیہ کی ہیں وہی

بھگوان شری کرشن کی سمٹھی روپ سے ہیں مطلب اسکا

کلن اوستھا اور شکتی والا جیسے سولہ آنے کا روپ یہ

بطرز دیگر جتن کی ایک کلا سے سولہ کلا تک ظہور مختلف

جگہ پر ہوتا ہے۔

سختا در برکش آدک میں ایک کلا سویدج پسو فقیر

میں دو کلا، اندج میں تین کلا، پنو آدی میں چار کلا

نمش میں پانچ سے آٹھ کلا تک اور اس سے اوپر آوارو

کی کلا ہیں، یورن کلا سولہ مانی جاتی ہیں شری کرشن

بھگوان سولہ کلا سپورن تھے۔

س۔ ۲۔ سیت رشی کون کون سے ہیں۔

ج۔ جمد تھی، بھار دواج، گوتم، کشیپ، ویشٹ، بھرگو

انگرایہ سیت رشی ہیں۔

س۔ ۳۔ آٹھ سدھیوں کون کی ہیں۔

ج۔ انیا (جھوٹا ہو جانا) ہما (بڑا ہو جانا) لکھیا (دیکھا

جانا) براتی (اچھا کاپورن ہو جانا) پر اکا تہ (سروک

کے اکیات و شیوں کا گیان) نیشی تا (مایا اور اس سے

آپن ہوئی شکتی پر نشان کر لیا) وستیا (کروں میں

نزیب اور شیوں میں نز سکتی کو پرست کر لیا)

پرگیانِ ولاس

مہاتما دولت رام جی سچدلویشیہ شری سوامی گوہند آنند جی مہاراج نے کئی سالوں کی محنت اور کئی سنکرت گرنٹھوں کے سوا دھیائے کے بعد یہ برہم گیان کا ادبھت لیکھ تلبند کیا۔ جو کہ رسالہ ادم کے سالانہ بھگوت گیان انگ میں مکمل شائع کیا گیا تھا جس کی تعریف میں ہمیں بیسیوں تعریفی چٹھیاں موصول ہوئیں۔ پرمانما کا بودھ کرانے کے لئے پرمانما کو پرگیان سرورپ کہہ کر ویدوں کے پرمانوں کے علاوہ انیک یکتیوں دوارا اس پرگیان سرورپ پرمانما کو اکھٹڈ - نرائکار - نرآویو - آگوچر - اور سوئم چوتی بتلایا گیا ہے اور انیک شرتیوں کے ارتھ کو یکتی سے سنٹ کیا گیا ہے۔ یہ گرنٹھ اتم جلیا سوڈ کے لئے تھو بودھ کرانے کی سمرتھ رکھتا ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

ہمارے سٹاک میں ابھی اس گرنٹھ کی کچھ کاپیاں موجود ہیں۔ ہم ادم کے نئے خریداران کو نویدن کریں گے۔ کہ وہ سالانہ بھگوت گیان انگ یعنی پرگیان ولاس کو ضرور منگوا کر لایہ اٹھا دیں کیوں کہ یہ مضمون ایک ایسے مہاں پرش کی قسم سے تلبند کیا گیا ہے۔ جو کہ سرورتری برہم نیشٹھی (عالم باعمل) اور بال برہمچاری ہیں۔ انہوں نے تمام آدو برہم گیان کے غرنٹھوں کے سوا دھیائے میں نیز اچھہ کوٹی کے مہاتماؤں کی سیوا میں گزار دی ہے۔ اور آج کل رشی کشی میں بان پرستھیوں کی طرح نرسنکپ ہو کر جیون ملکتی کا آنند لے رہے ہیں۔

اس گرنٹھ کی قیمت اڑھائی روپیہ مقرر ہے لیکن مہاتما جی کے ارشاد پر اس کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ $Rs. 1 = 50$ علاوہ ڈاک خرچ کردی گئی ہے۔ تاکہ سب لوگ اس کو منگا کر صحیح اور سچے گیان کو پراپت کر کے جیون سچل کر سکیں۔

صلنے کا پہلا دفتر سالہ اوم اندرون اجیری ٹیٹ دہلی

صحیح تشخیص باقاعدہ علاج عمدہ دوائیں

دانش

حاصل الخاص

نزلہ زکام اور دماغی تھکاوٹ کے لئے
قیمت صرف ۲/۱۲ روپے

پٹھوں کی کمزوری، ریشہ اور بلغم کی زیادتی
کے لئے قیمت صرف دو روپیہ

گانڈھی دواخانہ 15 ڈی کلا نگر دہلی ٹیلیفون نمبر 292992

از قلم شری جوتی پٹو و کلیان

شری گنگا مائی

شری گنگا مائی کو جیتنی بھی کہتے ہیں۔ اور بھائی گیتی بھی کہتے ہیں۔ اس کا آغاز کس طرح پر ہوا۔ اس کو مختصر طور پر حسب ذیل بیان کیا جاتا ہے۔ اور اگر اسے گنگا مہاتر کہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

نے اپنے سر پر رکھوانا پڑا۔

(۳) باون جی مہاراج کے پاؤں کے انگوٹھا دھونے پر جو ایک بوند پانی یعنی چرنامرت کی ایک بوند نے سورگ لوک میں جا کر شری گنگا جی نام دووارن کیا۔

(۴) سورج بنس میں ایک راجہ سگر کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ اُن کے ساتھ ہزار پتر تھے۔ راجہ سگر نے ایک بہت بڑا جیہ کیا۔ اور شام کرن گھوڑے کے ساتھ ان کے پتر اور فوج دلیٹن بھی تھی۔ کسی دن گینگے کا گھوڑا ایک رشی مہاراج کے شرم میں داخل ہو گیا۔ رشی مہاراج بڑے ہیچ دان تھے۔ راجہ سگر کے لڑکوں نے رشی کی بے عزتی کی جس پر رشی مہاراج نے سراپ دیا۔ اُن کے سراپ سے راجہ سگر کے پتر جل کر بھسم ہو گئے۔ راجہ سگر کو بڑا دکھ ہوا۔ کہ اس کے پتر اپ گئی کویر اپت ہو گئے۔ پنڈتوں نے راجہ سگر کو رائے دی۔ کہ اگر سورگ لوک سے کوئی شری گنگا جی کو بلاوے۔ اور جس جگہ راجہ سگر کے پتر یا کسی بھسم پڑی ہوئی ہے۔ وہاں سے شری گنگا جی ہے۔ تو انکی نکلی ہو سکتی ہے۔

اور اس تجویز کو پورا کرنے کے لئے ایک لڑکے نے جو دھڑی استری سے اتین ہوا ہوا تھا۔ اُنرا کھنڈ میں اسی نیت سے تپ کرنا شروع کیا۔ کہ سورگ لوک سے شری گنگا جی کو بلایا جاوے۔ اس کی مرتبہ ہونے پر اُس کے لڑکے نے تپ کرنا شروع کیا۔ وہ بھی درمیان میں شر برھو گئے۔ پھر اُن کے لڑکے راجہ بھائی گیتہ نے اس کام کو پورا کرنے کی پزیرگی کی۔ راجہ بھائی گیتہ کی تنہا پر شری گنگا جی نے بھائی گیتہ کو آکاش بانی دووار اُس کو چنا دی کہ وہ مرت لوک میں تپ آ سکتی ہے۔ کہ جب اس کا کوئی ویگ سنبھال میوے

دے ایک بار مہاراجہ کی اپنے گورو شکر آچاریہ دووار مہاں گینگے کرار سے گئے۔ راجہ کی نیت شمار ہوتے تھے۔ اور بھائی گیتہ کو دیکھ دیتا تو ان کو خود ہوا۔ دیوتاؤں کی اچھا اوسار شری وشنو بھگوان نے اپنا باون روپ دھارن کیا۔ اور ایک ہاتھ میں چھتری اور دوسرے ہاتھ میں کندل لئے ہوئے گینگے شالا میں پدھارے۔ اُن کا قد چھوٹا ضرور تھا۔ مگر تیج بہت تھا ہر ایک ان کے روپ کو دیکھ کر حیران تھا۔ کہ معاملہ کیا ہے؟ یہ نرائے روپ کا پرش کہاں سے آ گیا ہے؟

(۵) راجہ بلی اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ برہمن روپ کے کا رن راجہ بلی نے نرتا بھاؤ سے کہا۔ ”آپ کیا چاہتے ہیں؟“ باون اوتار برہمن روپ نے مہاراجہ بلی سے اڑھائی قدم پر تھوی کا دان مانگا۔ جس پر گورو شکر آچاریہ جی کو پیٹم ہوا۔ کہ یہ معمولی برہمن نہیں ہے۔ راجہ بلی کو دان سے روکنا چاہا۔ مگر راجہ بلی اُن کے روپ پر اس قدر مومت ہوئے۔ کہ راجہ نے گینگے شالا سے پانی کا برتن اٹھا کر سنکپ کرنا چاہا۔ گورو جی نے اپنا سونے کا روپ بنایا۔ اور پانی کے برتن کی نلکی (سیکو) میں داخل ہو گئے تاکہ سنکپ نہ ہو سکے۔ راجہ نے گنگا کا تنکا لیا۔ اور برتن کی نلکی میں داخل کیا وہ تنکا گورو جی کی آنکھ میں لگا۔ اس تکلیف سے گورو جی نے وہ جگہ خالی کر دی۔ پانی گرنے لگا۔ اور باون جی مہاراج کے پاؤں کا انگوٹھا چرنامرت بننے کے لئے راجہ بلی نے دھویا۔ جس میں ایک بوند پانی سورگ لوک کو چلی گئی۔ اور باقی پانی سے راجہ نے چرنامرت لیا۔ اور پرتھوی دان کر دی۔ چنانچہ دو قدم میں تمام پرتھوی ناپ دی گئی اور آدھا قدم لاچار راجہ بلی

ورنہ برہمچاری بھٹ جاو گی۔ اور یہ بھی بتلایا کہ اگر بھائی گرتھ
بھگوان شنکر کی آپاسنا کر کے اُن کو پرست کرے اور شری
گنگا جی کے دیگ کو سمجھائے کیلئے اُن سے پرارتھا کرے۔ تو یہ کام
موسکتا ہے۔ چنانچہ شری بھائی گرتھ جی نے بھگوان شنکر کی
آپاسنا کرنی شروع کر دی۔ بھگوان شنکر بڑے دیاویں جلد
یہ خوش ہو کر بھائی گرتھ جی کو درشن دیئے۔ اور کہا کہ بھائی گرتھ
کیا چاہتے ہو؟

راجہ بھائی گرتھ نے اپنی تمام داستان مہاراج بھگوان شنکر
سے کہ سنائی۔ جس پر شنکر بھگوان نے دین دیا کہ ”شری
گنگا جی کو بلایو۔ ان کو سمجھال لیا جاوے گا۔“

(۶) شری بھائی گرتھ جی نے شری گنگا جی کی استی کی۔ اور
اُن سے پرارتھا کی۔ کہ ”بھگوان شنکر آپ کو سمجھانے
کا بچن دے چکے ہیں۔ اب آپ یہ قرار سکتی ہیں“

(۷) چنانچہ شری گنگا جی راجہ بھائی گرتھ کی استی پر برتن
ہو کر سوگ لوک سے مرث لوک کے لئے چل دیں جب
اُن کا آگن شروع ہوا۔ تو بڑا بھیانک سماں گیا۔ اور آکاش

سے بھیانک شدید ہوائیں دبیئے۔ اور شری گنگا جی کو
سمجھانے کے لئے بھگوان شنکر نے بھی وچتر رپ نہالیا
اور اپنی جٹاؤں کو چٹاؤں دشاؤں میں پھیلا لیا۔ اور بھائی گرتھ

جی کو حکم ہوا کہ بھول ہی شری گنگا جی بھگوان شنکر کی جٹاؤں
میں سما جاوے۔ اور برہمچاری پر بیٹھے۔ تو بھائی گرتھ جی
اپنے رتھ پر سوار ہو کر اس تیزی سے چلیں کہ شری گنگا

جی اُن کے پیچھے ہمتی جاویں۔ اور جس جس ستھان پر راجہ
سکر کے پتروں پر بیٹھنے کے باہر پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کو
بھا کر لے جاوے۔ تاکہ وہ سکر کے پتر مکتی کو پراپت ہو جاویں

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ شری گنگا جی کو بھگوان شنکر نے اپنی جٹاؤں
میں بڑے آدھت جکڑ دی۔ اور وہاں سے شری گنگا جی نے چار
بن کر ہینا شروع کیا۔ اور راجہ بھائی گرتھ جی کے رتھ کے ساتھ

ساتھ ہستی ہوئی چلی گئی۔ اس طرح راجہ سکر کے پتر جواب پتی
کو پراپت ہو رہے تھے۔ وہ سب بھگوان شنکر کے پراکرم
سے اور راجہ بھائی گرتھ کے بھجن کے پرتاپ سے اور شری گنگا جی

کے آپکار سے مکتی کو پراپت ہوئے۔ وہ ہی شری گنگا جی
اب تک سنار کا آپکار کر رہی ہے۔ جو مرث لوک میں دیا
کی شکل میں ہمہ ہی تھا۔ اور ہزاروں بلکہ لاکھوں پرائیوں کا
ادھار نشتہ کر رہی ہیں۔

(۸) شدھ چت ہو کر جو پرانی شری گنگا جی میں شان کرتے
ہیں۔ اُن کے جنم جنمائتر کے پاپ نشت ہو جاتے ہیں۔
ایسا شتر برتن کرتے ہیں۔

(۹) شری گنگا جی میں جو لوگ شان کرتے ہیں۔ وہ تو بھائی
شالی ہیں ہی۔ لیکن جو پرانی شری گنگا جی کا دھیان کرتے
اُن کو نمسکار کرتے ہیں۔ شری گنگا جی کے آشیر باد سے اور
بھگوان شنکر کی کرپا سے اُن کو بھی بڑا سکھ پراپت ہوتا ہے۔

مزیتوں سے تولنے والی کتاب

پڑھو کے ساکشات درشن

(سرمہ صنف شری بھاگل مل جی سائینی)

اس نادر ترین کتاب میں پڑھو کے ساکشات درشن کے مختلف طبقات
کے کھولنے کی کئی کئی گئی ہے۔ سچی روحانیت کی دقیق ترین گہرائیوں کو ادھار

باتوں میں کھول کر رکھتا ہے۔ آپسے پڑھ کر سامنے نہ اٹھیں گے۔ واہ کیا عالمگیر تعلیم
کیا ہمہ گیر آدیش ہے۔ یہ زندگی کا انمول تحفہ اعلیٰ ترین بھائیوں کی مدد میں صحیح

طور پر دیا سمجھاتا ہے۔ اس میں زندگی کی بھی انھنوں کا حل پایا جاتا ہے اس
میں ایک ہی وقت میں گیان، بھگتی، اور کم (خیال جذبہ اور عمل) کی ہم آہنگی اور

موفقیت دکھائی گئی ہے۔ ذرا دل بڑھائے تو یہی پھر دیکھیں اس کا کمال۔ کہ کس طرح
زندگی کی ٹوٹی ہوئی ادھوی ہوئی ٹریاں دوبارہ جڑ جاتی ہیں۔ کس طرح ادھوی

ادھوی اور پچھن زندگی امر جیوں اور تنگ جیوں میں تبدیل ہو جاتی ہے کس
طرح زندگی کا گیت۔ اہلہلے ہوئے جن میں بدل جاتا ہے۔ تسخ تو یہ ہے۔

کہ مشک آنت کہ خود پیوند نہ عطار گوید۔ لیکن ایک نئے مطالعہ کی آزمائش
لازم ہے قیمت ایک روپیہ۔ بذریعہ منی آرڈر بھی کر کتاب بزرگ پوسٹ مشکو بہ

وی بی نہیں ہوگا۔ ملنے کا پتہ۔

دفتر سالنامہ ”اوم“ جمیری گیٹ دہلی

(۱)

زیرِ پاس اگر ہے تو سخاوت کر لے
پیدا سرو سامانِ فراغت کر لے
اس آواگون سے تجھے حاصل ہو نجات
اس زلیت میں کچھ ایسی عبادت کر لے

(۲)

الفِت کو ترستا ہوں زمانے والو
یہ سوچتا رہتا ہوں زمانے والو
ایسا نہ ہو یہ جنسِ گراں پانہ سکوں
اس بات سے ڈرتا ہوں زمانے والو

(۳)

نفرت کے خیالات نکالو دل سے
تفریق کے جذبات نکالو دل سے
مُسْرورِ مصیبت ہیں یہ بغض و کینہ
آفات ہیں آفات - نکالو دل سے

(۴)

نفرت کے خیالات مٹاتے جاؤ
الفِت کی رسومات بڑھاتے جاؤ
خدمت سے بڑی کوئی عبادت ہی نہیں
مُسْرورِ اسے دل سے نبھاتے جاؤ

(۵)

منظوم دبے کس کو ستانے والو
دکھتا ہوا دل اور دکھانے والو
انساں جو نہیں دکھیں کسی کا ساتھی
واللہ ہے وہ جیوانِ زمانے والو

(۶)

اس دور میں نیکی کی کہاں چلتی ہے
جس طور بھی دیکھا ہے بری پھلتی ہے
حالت ہے شریفوں کی بری اے مسرور
یاروں کی بھلا دال کہاں گھلتی ہے

(۷)

وہ لوگ کہ جو سجدہ نشین ہوتے ہیں
خوش بخت ہیں تیرے وہ قرین ہوتے ہیں
ظاہر میں نظر آتے ہیں موجود یہاں
باطن میں مگر اور کہیں ہوتے ہیں

(۸)

طوفانِ حوادث میں گذر کرتے ہیں
موجوں کی کنکاش میں سفر کرتے ہیں
جو لوگ ہیں مضبوط ارادوں والے
ہر مرحلہ زلیت کو سر کرتے ہیں

شری گویاں مسرور

راہِ حیات

پُرشا رتھ کیتا

از قلم شریان سنت نارائن سنگھ جی

(گزشتہ سے پیوستہ)

سُکھ دُکھ بیک

ناتک بولنٹڑ جھکھڑاں دُکھ چھڈ منگیہ سُکھ
دُکھ سُکھ دوئے دُر کپڑے پیرے جانے منکھ
ناتک دُنیا چار دھاڑے سُکھ رکتے دُکھ ہوئے
گلاں والے پن گھنیرے چھڈ نہ سکے کوئے

گورو فرماتے ہیں سب لوگ اپنی دُعائیں بھی پُر مانتا ہے سُکھ کی طلب کرتے ہیں۔ یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ لوگ سُکھوں کے پائے کرتے ہوئے دُکھوں کو پرست ہوتے ہیں۔ یہ ناشی دین دار لوگ منہ سے بت اُدھی کلام کرتے ہیں۔ مگر دُشے دُکاروں کے سامنے آکر جھٹا کر جاتے ہیں جیسے چل آسمان میں بہت اُدھی اڑتی ہے۔ مگر مُردار دیکھ کر فوراً زمین پر گر کر اُسے کھانے کو دُور تھی ہے۔ بعینہ ہمارا مذہبی دُنیا میں یہی حال ہے۔ دوسروں کو زیر اثر لانے کے لئے اپنی مان بڑانی قائم رکھنے کی خاطر وعظ تو آسمانی سناتے ہیں مگر مایا کے دُشوں کے مقابل آکر ذرا بھی نہیں بھڑکتے

بھگوان نے سُکھ تین پرکار کا کہا ہے۔ جو سُکھ ہری سمرن، دھیان سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ شروع میں زہر کے سماں لیکن نتیجہ میں امرت ہوتا ہے۔ برعکس اس کے دُنیاوی سُکھ شروع میں امرت اور انجام میں زہر کی مانند دُکھ دلی ہوتا ہے۔ تیسرے درجہ میں جو سُکھ آدانت میں من کو غفلت میں ڈال کر ہلاک کرتا ہے۔ وہ تامسی سُکھ پاپ مئے ہے۔ (ادھیائے ۱۸ شلوک ۳۷ تا ۳۹)

ہم ایک عجیب رچنے کے اندر پیدا ہوئے ہیں باہر مادی دُنیا ہے۔ اندر مانی دُنیا ہے۔ اس سے پرے روحانی دُنیا ہے۔ مایاوی سُکھ ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں بلکہ "آیاتِ رمینہ" ہیں۔ اُدھر سے دلکش اور اندر سے زہر پلے ہیں۔ اس سے بھگوان کہتے ہیں۔ اندر لوں اور دُشوں کے تجوگ سے آئین ہونے والے جو بھوگ ہیں۔ اگرچہ دُشی پُرش کو پیانے لگتے ہیں۔ مگر آخر میں دُکھ ہی کے ہیٹھ ہیں۔ "انیتہ" ہیں۔ اس لئے دُشی پُرش اُن میں نہیں رہتا (ادھیائے ۲۱ شلوک ۲۲)

دھرم کو قائم رکھنے کی خاطر شہیدوں نے اُب سُکھ کو پھوڑ کر پرم سُکھ کی مبادیائی ہے۔ جس اُن کا من دُشے سُکھ کی طرف سے نہیں ہٹ سکتا وہ اتم سُکھ سے شوقیہ رہتا ہے۔ گور بانی میں آیا ہے۔

ا۱۰ رَس چھاڈے ا۱۰ رَس آدا

ا۱۰ رَس پیا ا۱۰ رَس نہیں بھاوا

آتم رَس جہ جائز ناں ہر رنگ سہجے مانٹر
ناتک دھن۔ دھن۔ دھن جن آئے پر دانٹر

دھرم ادرم بسک

لوگ اس شے میں دھرم بن کر یوں کے سنکار کا نام کہا گیا ہے۔ اسی طرح ادرم پاپ کروں کے سنکار کو کہتے ہیں۔ بن کر مکت کے سوسوں ادرم میں دیوی سمی کے گنوں کو کہا گیا ہے۔ اور پاپ کرم کو اسری سمی کا نام دیا گیا ہے۔ اس اصول کے مطابق جن لوگوں میں دیوی گنوں کا پرورش نہیں۔ وہ یہاں ادرم میں اور دیوی گنوں سے بھر پور پیش ہوتا یا دھرماتما سمجھے جانے کے یوگیہ ہیں۔ بھگوت گیتا میں اسلطان کیا گیا ہے۔ کہ کامی، کروہی اور لالچی انسان دوزخ کے ایندھن بنائے جائیں گے۔ (ادھیائے ۱۶، شلوک ۲۱) اور سنی مندو بھی اور حلیم ہشت (سورگ) کے وارث ہوں گے۔ ان الفاظ کو پڑھ کر یہیں جاگ اٹھنا چاہیے۔ پنج کروں سے ہر بدوی کا حاصل کرنا محض وہم اور اتم گھٹا ہے۔ ارجن کو صاف لفظوں میں تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تو میرے آپیش کو سن کر اس پر عمل نہ کرے گا اور اپنی من مت کے پیچھے چلیگا۔ تو تو ناش ہو جاوے گا یعنی تیرا جنم بھرشٹ ہو جاوے گا۔ اور پُرشارکھ رائیگان جائے گا۔ دیکھئے (ادھیائے ۱۸، شلوک ۵۸)

جو مودکھ لوگ ست دھرم کو چھوڑ کر بھگوان کے مت اوسار نہیں چلتے یعنی دیوی کروں کو چھوڑ کر اسری کروں میں ہی پردت رہتے ہیں وہ کلیان مارگ سے بھرشٹ ہو جاتے ہیں (ادھیائے ۳، شلوک ۳۱)

گیان کی باقی پڑھ سن کر جو لوگ شبھ کروں کا تیاگ کر بیٹھتے اور اپنی منو ورتی کا غلط اندازہ لگا کر اپنے آپ کو گیانی تصور کرتے ہیں وہ ضروری ترک کامی ہوتے ہیں۔ بھگوان خود اپنی بات کہتے ہیں۔ اگرچہ مجھے تین لوگوں میں کوئی اپراپت و ستو نہیں تو بھی میں سادو دھان ہوا شبھ کرم کرتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں۔ تو میں تمام سرشی کے انتظام کو دھرم برہم کرنے والا ہوں۔ کیونکہ میری تقلید کرنے والے تمام لوگ شبھ کروں کو اور اپنے فرائض کو چھوڑ کر ادھرم کو پراپت ہوں گے (ادھیائے ۳، شلوک ۲۲-۲۳-۲۴)

بالغرض اگر کسی کو مکمل طور پر گیان کی نشیلا پراپت ہو بھی جاوے اپنی آتما میں سمات ہو جانے کی مشق کی بدولت یورن اپراپتا کا درجہ نصیب ہو جائے تو بھی اسے ست کروں کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اگیانیوں کی بدھی اشر دھا میں پڑ جاتی ہے۔ جس سے سرشی کے نظام میں فرق آتا ہے۔ (ادھیائے ۳، شلوک ۲۶)

شبری گورو گو بند سنگھ جی مہاراج کی پراگھنا سیئے۔

دیہو شوا برموہ اہے شبھ کرمن سے کہوں نہ ٹروں

نہ ڈروں اری سے جب جائے ٹروں، نشیے کرانی جیت کروں

ہوں بسکھ ہوں اپنے ہی من کو، یہ لالچ ہے گن تو اچروں

جب آلوگی اودھ ندان بنے، ات ہی رن میں تب جو جہ مروں

ترجمہ :- ہے ادھمتی! یہی در مجھے دیجئے کہ آخری دم تک شبھ کرم کرتا رہوں، ادھرمی لوگوں، دھرم کے دشمنوں کی

صفحوں کو دیکھ کر مجھے بچے پیدا نہ ہو۔ ہمیشہ اپنی فتح کا پختہ یقین رکھوں۔ اپنی غمیری کی پردی کرتا رہوں اور ترے بے شمار آجاتوں کو یاد کرتا رہوں۔ جب دم نکلنے کی گوبت آئے ہیں ادھر میوں کا ناش کرتا ہوا شہیدوں کا مرجعہ حاصل کر دوں۔ جب دریودھن کے پکھنسیوں نے ادھرم کا پیش لیا تو بھگوان نے انہیں بلا تیز قتل کرنے کا حکم ارجن کو دیا۔ یا شکر گن! ہمیں کتنا پڑھ کر دھرم کا بل لپٹ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ادھرمی پُرش دھرم کا مقابلہ کر نہیں سکتا۔ دھرم ہی ادھرم کو جیت سکتا ہے۔ جس طرح روشنی سے اندھیرا کا فور ہو جاتا ہے۔ ہمارے دیش اور جاتی کے تنزل کا اعلیٰ سبب ادھرم ہے۔ دھرم کے مقابلہ میں گورو، مانا پتا، رشتہ دار، حاکم، محکوم کا کوئی سوال نہیں۔ جب شرعی نام دیکھو اس کی ماں نے گھبرا کر مسلمان ہونے کو کہا۔ تو گورو بانی میں شہادت دی گئی ہے انہوں نے صاف کہہ دیا۔

نہ میں تیرا پونگرا نہ توں میری مائے پنڈ پڑے تو ہر گن گائے

ترجمہ :- نہ میں تیرا بیٹا ہوں نہ تو میری ماں۔ میرا شریر قربان ہو جائے لیکن مسلمان نہ بنوں گا۔ پانچویں ریشی نے اپنے شاستر میں سوتو تر لکھا ہے کہ "سمادھی دھرم کا بادل ہے۔" دھرم سے آتم ستھتی آتی ہے اور آتم گیان سے دھرم کی بڑھی ہوتی ہے۔ دانشٹ مئی کہتے ہیں کہ گیانی میں دھرم کا اس قدر بل ہوتا ہے کہ اگر اس کے شریر کو آگ سے بھسم کر دیا جائے۔ بھجسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ چکی میں پیس دیا جائے۔ تو بھی اس کا من جنبش نہیں کھاتا۔ جس طرح شرعی گورو گوہند سنگھ جی کے دو تخت جگر جن کی عمر صرف دس بارہ سال کے قریب تھی۔ چکوروں کے پدھ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئے۔ مگر لاکھوں دشمنوں سے بچے بھجیت ہو کر میدان کو نہ پھوڑا۔ گیتا کا مقصد گیان دوارا دھرم بل دیکر کمزور روجوں کو بلوان بنا کر دھرم کے لئے جام شہادت پلانا ہے۔ ارجن کو سات سوشلوک سنا کر بھگوان نے ادھرمیوں کے لشکر میں اس کو شیر نر بنا کر جنگ کرنے پر آمادہ کر دیا۔ حالانکہ وہ ڈر کر دھنش بان چھوڑ کر چلتا تر ہوا میدان چھوڑ کر۔ فقیرانہ لباس میں بھیک مانگ کر گزرا رہ کرنے کے ارادہ سے بھاگنا چاہتا تھا۔

دھرم کے معاملہ میں قوم، نسل، رنگ، مذہب، و دیا، سائیس کا کوئی سوال نہیں۔ پرانی ماتر دھرم کے انوشا سن کو قبول کرتا ہوا ہما متا بن جاتا ہے۔ چار وران، چار آشرم ہیں، کوئی ملے۔ گورو نانک سو آپ ترے گل سکل تزاوے۔ برہمن، کھستری، دیش، شودر۔ یہ سب ہی بھگوت شرن سے آتم پد کے ادھیکاری ہوتے ہیں۔ (ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۲)

پیرانشٹھ یا نش کرم سبھی

ویدوں کا سار اپنشدوں میں دیا گیا ہے۔ اور اپنشدوں کا سار گیتا ہے۔ گیتا کا سار اٹھارھوں ادھیائے ہے۔ اور اٹھارھویں ادھیائے کا سار تین شلوکوں (۵۱، ۵۲، ۵۳) میں دیا گیا ہے۔ ان تین شلوکوں کا خلاصہ مطلب حکیمانہ

کے لئے نیچے دیا جاتا ہے۔ شدھ بڈھی (تھب سے پاک) سے ٹیکٹ ہو کر ایکانت دیش میں، ساتوک
 آماری ہو کر۔ من کویم نیم دوارا روک کر اپنی بانی اور شریر کو قابو میں رکھتا ہوا ویراگ وان پرش، دھیان لوگ کے
 پران ہوا۔ ساتوک دھارنا سے۔ شبدا دی دھیوں سے ابرام ہوا۔ راگ دیش سے پاک، انہکار، بل، گھمنہ، کام
 کرو دھ، سنگرہ۔ اور متل سے بہت، شانت انتہ کرن ہوا سچا اندھن برہم میں۔ اپنی بھاو سے لین ہونے کے یوگ ہوتا
 ہے۔ اس پار برہم پر مشور کو پاک سر وقت پر تن آتھا رہتا ہے۔ فکر۔ اندیشہ۔ علم دالم سب اس کا دور ہو جاتا ہے
 وہ ساری مخلوقات میں برہم جوئی کو سم دیکھتا ہے اور اس طریق سے گیان کی پران شٹھا کو برپا ہوتا ہے

سارگیتا

تیسرے ادھیائے کے شلوک ۳۰ میں بھگوان نے ارجن کو کہا ہے۔ کہ دھیان نشٹ چت سے سمپون کر دوں
 مجھ میں سمرن کر کے آشا رمت، متا رمت، سنتا پ رمت ہو کر شتروؤں سے یدھ کر۔ پھر اسی ادھیائے کے
 شلوک ۳۱ میں کہا کہ من بڈھی سے پرے ہر طرح سے بلوان اور سریشٹ اپنے آتما کو جان کر من کو قابو رکھ کر
 اپنی شکتی کو سنبھال کر ڈرجے (نہ فتح ہونے والے) کام روپ دشمن کو تو مار۔ پھر گیارھویں ادھیائے
 کے شلوک ۳۲ میں کہا۔ کہ بھیشم آدک شتور بیر (شتروؤں) کو مار اور کسی قسم کا بھے مت کر۔

ان تینوں شلوکوں کو بلا کر پڑھنے اور دچارنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بھگوان کا شتا ارجن کو شتروؤں
 مقابلہ ڈٹ کر کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ اور اس کے حوصلہ کو بڑھانا ہے۔ میرے خیال میں گیتا کی جس فخریہ
 بھگوان کے اس منشا کے خلاف کی گئی ہیں وہ سب ہی گمراہ کن ہیں۔ گیتا کا منتویہ جگیا سو کے آکھ کو بڑھانا ہے
 چاہے۔ اندرونی (کام، کردھ آدک) ہوں۔ خواہ دھرم کے دشمن راٹھشس پر کرتی کے وگ ہوں، ان کا مقابلہ
 سے سٹ جانا دھرم کو پیٹھ دینا ہے۔ گیتا پرش رتھ پر زور دیتی ہے شروع سے لے کر آخر تک یہی قیلیم
 ہے۔ کہ کش کو مرتے دم تک پڑشا رتھ کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔

دوسرے ادھیائے کے شلوک ۳۳ کے انوسار سیکھ، دکھ، نفع نقصان، فتح شکست کو سامان سمجھ کر آدھ
 کوناش کرنے کا آدم کرنا پرانی ماتر کا برہم دھرم ہے۔ انسان کو وہ فعل ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ جس سے اس کی
 بروک میں نندا ہو۔ نندا سے تو مر جانا بہتر ہے۔

جن دوؤں نے اپنے فرائض منصبی (دن آشرم دھرم) کا تیاگ کر دیا ہے۔ وہ جیون میں کبھی سچ
 نہیں ہو سکتے (شلوک ۳۳ ادھیائے ۲)

خلاصہ یہ کہ شریر جائے۔ دھن جائے، مال و دولت اور اولاد جلے۔ لیکن
 دھرم کو کبھی نہ چھوڑے بلکہ دھرم کی رکھش کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے
 ہی گیتا کا تا پیر یہ ہے۔ (ادم شم)

بیاکھی

سیر از قلم شری نار چند باغی

غنجہ غنجہ چٹک رہا ہے آج
پتا پتا لہک رہا ہے آج

فصل گل لے کے آگیا بیاکھی
سارا گلشن مہک رہا ہے آج

گلشن دہر میں بہار آئی
ہر شجر نے نئی قبا پائی

غنجہ و گل ہوئے ہیں جلوہ فروش
باغ میں ہر طرف ہے رعنائی

شاہراوی طرب کی آئی ہے
عیش و عشرت کو ساتھ لائی ہے

ہر طرف جم رہی ہے بزم نشاط
آج ہر سو خوشی سوائی ہے

دوست کے پاس دوست جاتے ہیں
ہنستے گاتے گاتے گاتے ہیں

روٹھے دلبر منا رہے ہیں سب
آج ہم بھی انہیں شائق ہیں

پیغام بہار

صبا مبارک کا تار لانی کہ پھر چمن میں بہار آئی
جو غنوں شاخوں میں سرسرایا تو پتیوں نے بھی سر اٹھایا
وہ شاہد ان چمن بھی جاگے جو نغمے قیامت کی میند سوائے
گلوں کا حسن و جمال دیکھو وہ رنگ و بو کا وصال دیکھو
وہ بابل دلفگار آئی گلوں پہ ہونے تیار آئی
پچی پچی اک دھوم سی چمن میں خوشی کا عالم ہے انجمن میں
ادھر کچھ دل جلوں کا آنا کلی کو داغ جگر دکھانا
کلی کی نہر سکوت لونی خدا خدا کر کے منہ سے پھوٹی
کہ تجھ پہ قربان ہونے والو مری جدائی میں رونے والو
کھلبے بازار حسن اپنا جو سر میں لکھتے ہو میرا سودا
تمہیں تمنا جو دید کی ہے جو تم کو خواہش خرید کی ہے
تو حسن میں نے لٹا دیا یہ مال سستا لگا دیا ہے
یہ سن کے آواز جان افزا کلی کا منہ بلبلوں نے چوما
اب ان کے دل کلی کلی تھی نہ اب وہ پہلی سی بیکلی تھی
مراد برائی بلبلوں کی سنی خدا نے مستزودوں کی

پوری ملے پھر بھی کنے پھڑے
دلوں کے ارمان خوب نکلتے

باون اکھری

مرسدہ شری سادھو رام اروڑہ چین پاکستان

گذشتہ سے پیوستہ
شلوک نمبر - ۱۱

لا لچ جھوٹ بکار مودہ بیاسپٹ موڑھے آندھ
لاگ پرے دُر گھنڈ سیوں نانک مایا بندھ

ارتھ :- لا لچ جھوٹ عجیب قسم لذات فانی کی محبت بے دتوں اندھے کے دل میں جگہ پاتے ہیں۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ ایک بدبو (مردار دُنیا جو گذشتہ اور گذشتہ ہی) پر لگ رہے ہیں۔ اور محسوسات (کے دم میں) بندھے ہیں۔

پوڑی نمبر - ۱۱۔

للا لپٹ بکھے رس رلے۔ اینگ بڑھ مایا مدماتے

آیا مایا مینہ جنمہ مرنا۔ جیوں جیوں کم ترے تیوں کرنا

کوو اوں نہ کوو پورا۔ کوو سنگھ نہ کوو مورا

جیت جت لاوہ تہ تہ لگنا نانک ٹھاکر مدا الیہا

ارتھ :- للا کے ذریعہ آپدیش ہے کہ (آؤی) لذات فانی کی محبت میں رنگے ہوئے لپٹے ہیں۔ خودی کی عقل (جزوی دانائی) اور محبت فانی کی شراب سے مست ہیں۔ اس خوش لذات فانی (مایا میں روکر) جم مرن کا سلسلہ ہے۔ نیکین حق یہ ہے کہ جیسا جیسا حکم اپنی ہے۔ ویسا دیا کرنا چاہیے۔ کوئی ناقص نہیں اور نہ کوئی کامل ہے۔ نہ کوئی دانے۔ نہ بیوقوف جس جس کام میں توڑنے لگیا ہے۔ (پیشہ پر مشیر) اسی کسی کام میں لگنا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہ ٹھاکر (مالک موجودات ارضی و سماوی) محسوسات سے ہمیشہ الگ اور پاک ہے۔

شلوک نمبر - ۱۲۔

لال گوپال گو بند پر بھ گہر گبجیم اتھواہ

دوسرنا میں اور کو نانک بے پرواہ

ارتھ :- پیارا۔ موجودات کا پالنے والا۔ اشکال کا نقطہ یا غلغلات کا مرکز پر مشیر ہے جو اپنی ذات میں ایک ایسا عین ہے۔ کہ قائم بالذات ہے۔ اور اس کی اتھواہ نہیں پائی جاتی سراس کی مانند دھرا اور کوئی نہیں۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ وہ (بڑا) بے پرواہ ہے۔

پوڑی نمبر - ۱۲۔

للا تا کے لوئے نہ کوو ایکہ آپ اور نہ ہوو
ہوون ہار ہوت صد آیا۔ او آکا انت نہ کا ہو پائی

کیٹ ہست میں پور سما نے پرگٹ پر کھ سب کھاؤ جانے
جا کو دنیا ہر کس اپنا۔ نانک گور کھ ہر تہ چنا

ارکھ :- لاک کے ذریعہ ہدایت ہے۔ کراس (پیشہ) کے برابر اور کوئی نہیں۔ وہ ایک ہی آپ ہے۔ (ہستی کے لائق) اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہی ہستی کے لائق ہے جس کی ہستی ہمیشہ ہے۔ اس کا ہت کسی نے نہیں پایا۔ وہ چوٹی اور ماتھی میں (کیاں) پورا سار ہا ہے۔ جو سب میں محیط ہو رہا ہے۔ اس پرش کو ظاہر ہر جگہ جانا چاہیے جبکہ پریش نے اپنی لذت (محبت) دی ہے۔ گور صاحب فرماتے ہیں کہ مرشد کے ذریعہ وہی ہر جینے والا ہے۔

سلوک نمبر ۱۳۔
آتم رس جہہ جانیہ ہر رنگ سہجے مان

نانک دھن دھن دھن جن آئے تے پروان

ارکھ :- جن نے لذت روحانی کو جانا ہے وہی شانتی سے دھن دھن کی لذت پاتا ہے۔ گور صاحب فرماتے ہیں کہ (ایسے برگزیدہ لوگ) دھنیاد اور شکر یہ کے مستحق ہیں۔ اور ان کا اس عالم فانی میں پیدا ہونا قبولیت الہی کا درجہ رکھتا ہے۔

پوری نمبر ۱۳۔
آئیہ سفل تاہو کو گنیے۔ جاس رس ہر جس بھنیے

آے بسے سادھو کے سنگے۔ ان دن نام دھیانہ رنگے

آوت سو جن نام نہ رانا۔ جا کو دیا میا بدھاتا

ایکے آون پھر جو نہ آیا۔ نانک ہر کے دس سما یا

ارکھ :- اسی شخص کو دنیا میں مبارک مخلوق شمار کرنا چاہیے جسکی زبان حمد و ثنائے الہی میں مصروف ہے۔ جو دنیا میں اگر عارفان الہی کی محبت میں بستے ہیں۔ (رہتے ہیں) وہ ہر روز محبت سے نام الہی کا ورد کرتے ہیں۔ وہ شخص نام الہی میں رنگا ہوا پیدا ہوتا ہے جس پر وہ خالق موجودات رحم و فضل کرتا ہے۔ گور صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا شخص ایک ہی دفعہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور آئندہ پھر کسی جن میں نہیں جاتا۔ (تناسخ سے آزاد یا آواگون سے مُکت پاجاتا ہے) دیدار الہی میں محبت پاتا ہے۔

شلوک نمبر ۱۴۔
یاس جیت من ہوئے انند بسے دوجا کھاؤ

دو کھ درد تر سنا۔ مجھے نانک نام سماؤ

ارکھ :- جبکہ درد کرنے سے دل میں درد ہو۔ اور غیر کی محبت دور ہو جائے۔ دکھ درد اور خواہش (کی آگ) بجھ جائے۔ گور صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے نام الہی میں محبت پیدا کرو۔
پوری نمبر ۱۴۔
یہا جارو درمت دوو۔ تسہ تیاگ سکھ سہجے سوو

یہا جائے پرو سنت سرن جہہ آسرا یا بھوجل ترناں

یہا جنم نہ آوے سوو۔ ایک نام لے منہ پروو

یہاں ہم نہ ہاریں گے۔ گور پورے کی ٹیک
نانک تہہ سکھ پایا۔ جا کے ہیرے ایک

ارتھ :- یہاں کے ذریعہ ہدایت ہے۔ کہ بدعتی اور دوتی کو جلا دو۔ ان کو (بدعتی اور دوتی کو) چھوڑ دے (جو باقی رہے) وہی
سچ سکھ یا ترہان بد یا عالم الہیت ہے۔ یہاں کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے۔ کہ عارفان الہی کی پناہ میں جا پڑو۔ جس کے ام سرے
اس خوف کے دریا کو تیر سکتے ہیں۔ (یعنی عالم غیبت سے باہر ہو سکتے ہیں) نیز اسی حق کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے۔ کہ وہ شخص جو جہنم
میں نہیں آتا۔ (نجات پا جاتا ہے) جو ایک ہی نام الہی کو سن میں (مٹکا کی طرح) پروے۔ یہاں کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے۔ کہ اس جہنم
(ان فی زندگی) کو ہارنا نہ چاہیے۔ (غفلت سے لذات فانی کی خواہش میں برباد نہ کرنا چاہیے) گور صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس شخص نے رحمت
ابدی کو پایا ہے۔ جس کے دل میں ایک پڑی ہے۔ (غیر کوئی نہیں) (باقی ہے)

پنڈت چان رام جی وف

حد

اے خدائے پاک و برتر خالق ارض و سما۔ مالک کل کائنات دسر اے رب العال
تو خداوند جہاں مالک ہے نوح و قلم کا۔ تیرا بندہ کس طرح تیری کرے حمد و ثنا

کیونکہ

عجب ہی لیل تیری تو بیدا و معشکواں ہے۔ دیکھ کر انسان کی جب کو عقل حیران ہے
از زمین تا آسمان تیرا ہی پھیلا ہے ظہور۔ شکستیاں ہیں سب تیری تو سر و شکستیاں ہے

التجاس

مرے آقا۔ مرے مولا۔ عدل گستر ہے ٹھکانہ۔ پوجاری سے مران اور اس تیرا مندر
عطا کرے فقط توفیق یہ اے ذات پاک تر۔ شانے اپنی ہستی تیری خدمت میں ترانہ کر

دیگو

عزت نہیں رکھتے ہیں وہ حرمت نہیں رکھتے۔ بندے ترے کچھ خواہش دولت نہیں رکھتے
رکھتے ہیں تو رکھتے ہیں فقط تیری تمنا۔ ہم اس کے سوا کوئی بھی چاہت نہیں رکھتے

حشدن کریمی

تیری شان کریمی ہے کہ دیکر بھول جاتا ہوں۔ مگر تیرا گدا ہے در یہ لیکر بھول جاتا ہے
کوئی کافر ہو یا مومن اب مجھے سب یاد ہے۔ مگر یہ آدمی ہی مجھ کو اکثر بھول جاتا ہے

انے

چھوڑ کر در کو ترے جائے کہاں بندہ ترانہ۔ تو ہی اے مولا ہے حاجت مند کا حاجت روا
جب کبھی مانگا پھیلا کر تم نے دامن سامنے۔ گوہر مقصود سے دامن ہمارا بھر دیا

نیازی

مرے محبوب کے پاک و مقدس آستانے پر۔ بشر تو کیا فرشتے بھی جھکا دیتے ہیں اپنے سر
بڑا وہ دینے والا ہے وہ دیکر بھول جاتا ہوں۔ کبھی خالی نہیں لوٹا کوئی سائل یہاں نہ کر

بھارت ورث کے پرسدھ تر قہوں اور تواریخی مقامات کی یا ترا

بذریعہ ریل گاڑی 14 مئی 1964ء مطابق جیسٹھ شدی تیج بروز ویر وار بوقت 5 بجے شام دہلی اور جے پور کے درمیان تیرتھ یا ترہ کے کئی سادھن میں لیکن جو سو بھیدیں ریل گاڑی کے ذریعہ ہو سکتی ہیں، وہ اور کسی سادھن سے پر اپت نہیں ہو سکتیں۔ پس اس لکش کو مدنظر رکھ کر ریل گاڑی کے ذریعہ یا ترا کر نیکا پر بندھ کیا گیا ہے، اس میں روپیہ کی حفاظت، اسباب کی چوکیداری، سونے کا انتظام مندروں اور ندیوں کے درشن اور اشنان میں سادھانی، کیرتن، بھجن، اُپدیش اور کھانے پینے کی سہولتیں، بیماری میں دوا دارو اور تیمار داری کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ پہلی یا تراؤں میں جن جن نکالیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا، انکواب کی فتنہ بالکل ختم کر دیا ہے۔ کراپہ ریلوے کل 75 روپیہ فی یا تری اور اس میں ایڈوانس 5 روپیہ فی یا تری ہے۔ خواہشمند اپنی سیٹیں ریڈر رو کروانے کے لئے جلدی لکھیں، ورنہ سیٹیں پُر ہونے کے بعد موقع ہاتھ سے نکل جاوے گا۔

سکمل پروگرام کیلئے

کسی ایک نیچے تہ پر خود یا ترہ دوارہ لکھیں

(۱) رام راجہ تیرتھ یا ترا سستی 8958 دیش بندھو
گیتاروڈ پہاڑی نئی دہلی - پینڈا آفس لینفول 4523
(۲) مسیز زنجھول برادر س نارائن دھوپ والے
صدر تھانہ روڈ دہلی (برارخ)

(۳) رام راجہ تیرتھ یا ترا سستی جلی وینا تھ چاند پول
بازار جے پور (راجستھان)
(۴) شری رام شام شرما گڈ لا پہاڑی پٹ آفس
گڈ لا کرو لی (راجستھان)

(۵) سیٹھ ہیرالال ڈال چند 10 مسم
بازار بھوگل جنگ پورہ نئی دہلی لینفول 4523
(۶) مسیز زادکار لال ناتھول پٹساری رام پورہ
بازار کوٹہ (راجستھان)



از حکیم ریلداس جی مفسر



دل سے دو باتیں

اے دل۔ کیا کبھی تُو نے یہ بھی سوچا، کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ کیا زندگی کا مقصد یہی ہے، جو تُو نے یقین کر رکھا ہے اور جس پر عمل بھی کر رہا ہے۔ یعنی صبح سیر پہ اٹھنا، ناشتہ کرنا، دوپہر تک دنیاوی کاروبار کر کے پھر کھانا کھانا، پھر دنیاوی کاروبار، پھر رات کا کھانا اور سو جانا۔ بس یہی ہے تیری زندگی کا آئینہ۔ کہ جس میں تو اپنا منہ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ اور خیال کر رہا ہے، کہ بڑے آنند کی زندگی گذر رہی ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے، کہ یہ اب تو فیر لطف ہے زندگی اپنی عاقبت کی خبر خدا جلنے۔

لیکن نہیں پیارے یہ تیری غلط فہمی ہے۔ تُو نے جو راستہ اختیار کر رکھا ہے، اس راستہ پر چلتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچنا۔ دشوار ہے۔ لیکن بیشتر اس کے کہ تو راستہ کے متعلق واقفیت حاصل کرے۔ پہلے اپنی منزل مقصود کا پتہ لے لے، شاستر اور مہاپرش کہتے ہیں کہ برائن کی منزل مقصود خود انسان کے اپنے اندر ہی ہے، اس منزل مقصود کو کوئی تو ایسا درشن کہتا ہے۔ کوئی برہم گیان کہتا ہے، کوئی آتم گیان کہتا ہے، کوئی خود شناسی کہتا ہے، کوئی خود آگاہی کہتا ہے۔ اور کوئی خدا شناسی کہتا ہے۔ غرض کہ نام مختلف ہوتے ہوئے بھی معنی ایک ہے یعنی تیری منزل مقصود تیرا اپنا آپ ہی ہے۔ اور اسی اپنے آپ کو پانے کیلئے مہاپرش یا شاستر جو طریقہ۔ ودھی یا سادھن بتلاتے ہیں۔ وہ ہے اس کا راستہ اور منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے ضروری ہے، کہ کسی واقف آدمی سے راستہ دریافت کیا جائے۔ اور اس راستہ پر پہنچتے دلی سے قدم بڑھاتے ہوئے اس وقت تک آرام نہ کرنا چاہیئے جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچ جاوے۔

مگر اے دل۔ تُو نے تو ابھی اس راستہ پر قدم ہی نہیں رکھا۔ تیری زندگی کا مقصد تو فی الحال ہی نظر آ رہا ہے۔ جو تُو نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ کھانا، کاروبار کرنا اور سو جانا، لیکن یہ کب تک۔ اگر اسی طرح ہی زندگی بسر کرتا رہا تو آخر میں پھٹنا پڑے گا۔ دست ناسف ملنا پڑے گا۔ مگر اس وقت کیا ہو گا۔ کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ کرنا ہے۔ ابھی کر لے۔ دیکھ کبیر صاحب فرما رہے ہیں۔

سہ کل کرنی آج کر آج کرنی اب۔ جب پرلے ہو جائیگی پھر کرے گا کلب۔

لیکن تُو نے تو یہ یقین کر رکھا ہے۔ کہ میری موجودہ حالت ہمیشہ اس طرح قائم رہے گی۔ یہ دنیاوی سکھ۔ یہ جہانی محبت۔ یہ دولت احباب۔ دنیاوار یہ دھن دولت۔ وغیرہ اسی طرح میرے پاس ہمیشہ موجود رہینگے۔ مگر نہیں پیارے یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ تمام حالات اور دولتات ہمیشہ اسی طرح رہیں۔ دراصل تجھ پر اگیان کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ آنکھ پر جہالت کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اس لئے تجھے حقیقی نظارہ نظر نہیں آتا۔ اور جو کچھ نظر آتا ہے۔ وہ ان بیرونی آنکھوں سے ہی نظر آتا ہے۔ اندر کی آنکھ سے نہیں۔ دیکھ ذرا تو حلا۔ گہرے چار کے ساتھ دیکھ۔ کہ بھگوان کی کرپا سے اس وقت زندگی کے جو لوازمات از شمس دنیاوی سکھ۔ دھن دولت محبت شریہ وغیرہ تجھے حاصل ہیں۔ تجھ سے پہلے کسی کے پاس نہیں تھے۔ اگر تھے تو کیا اب بھی ان کے پاس اُسی صورت میں ہیں؟

اگر تُو خدا کے دل سے وچار کرے گا۔ تو تجھے ماننا پڑے گا۔ کہ یہ لوازمات لا تعداد ان لوں کے پاس تھے۔ مگر اس وقت ان کے پاس تو نہیں۔ بلکہ دوسرے لا تعداد ان لوں کے پاس ہیں۔ مثلاً اس وقت جو یہ بوڑھے بزرگ تجھ کو نظر آ رہے ہیں۔ کسی وقت نوجوان تھے۔ وقت تھا جب یہ بھی اکر کر چلا کرتے تھے۔ مگر اب لالچی کے بغیر ایک تدم چلنا بھی دشوار ہے۔ وقت تھا جب یہ جوانی کے نشہ میں محو سینہ تان کر چلتے تھے۔ مگر اب سینہ تو بجائے خود اپنی کمر تو سیدھا کرنے کی ہمت نہیں۔ وقت تھا جب یہ اپنی گرج دار آواز سے لوگوں کے دل ہلایا کرتے تھے۔ مگر اب آواز اتنی کمزور اور نحیف ہے کہ پوری طرح سے بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ غرض کہ جوانی دیوانی

کے تمام غور سائراؤ اور مستیوں جوانی کے ساتھ چلی گئیں۔ اب بھی جسم تو وہی ہے۔ مگر قدرت کے انتظام کے تحت غرور کی بجائے انکری۔ اگر او کی بجائے نرم تھا۔ اور مستیوں کی بجائے یابوسیاں پھاری ہیں۔ وہ شیر جس کی طاقت۔ خوبصورتی، علم و ہنر پر ناز تھا۔ اب بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ اس عالم پیری میں وہ دوست احباب جو جوانی میں جان نیک قربان کرتے تھے اب مٹھ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اس بے بسی اور بے بسی کی حالت میں انسان جانتا ہے کہ حقیقی جلدی ہو سکے۔ یہ مٹھ پر چھوٹ جائے تو اچھا ہے۔ تاکہ موجودہ تکلیف سے تو نجات حاصل ہوگی۔ مگر ایسا ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ انسان جو کچھ کرم بھی پچھلے جنم میں کر چکا ہے۔ اس کا پھل تو ضروری ہو گا پڑے گا۔ جو قرض اٹھایا گیا ہے وہ اتنا زائر ہوگا جو فصل کا شت کی گئی ہے۔ وہ کاٹنی ہوگی۔ جب تک پچھلا حساب سباق نہیں ہوتا۔ تب تک تو جو اور شریر کا ساتھ چلتا ہی رہے گا۔ لیکن جو نیچا بھلا حراب ختم ہوا۔ تب شریر چھوٹنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں ہوتی۔ بغیر سابقہ جنم کے کرموں کا پھل جو گئے یعنی قرضہ اٹارنے کے اور کسی بھی تدبیر سے یا کوشش سے چھٹکارا مشکل ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص جو ریچھ بن کر گذر اوقات کیا کرتا تھا۔ پھر تاجر ہوتا ایک ایسی جگہ پہنچا۔ کہ جہاں ایک مہاں پرش اپنے ست سنگیوں اور چلوں کے ہمراہ بیٹھے سنت سنگ واز نالپ کر رہے تھے فقیر نے دیکھا کہ یہ مہاں پرش ہیں۔ چہرے پر شائستگی اور نور ہیں رہا ہے۔ کئی معتقد پاس بیٹھے ہیں۔ خیال آیا کہ ذرا ان کو بھی اپنے ریچھ کے کرتب دکھاؤں۔ آتشا ہے کہ یہاں سے اچھے پیسے مل جائیں گے۔ یہ سوچ کر فقیر اس مہاں پرش کے سامنے گیا۔ فسکاری۔ اور کہا کہ مہاراج اگر آپ آگیا دیں۔ تو میں آپ کو بیسے سدا ملے ہوئے ریچھ کے کرتب دکھاؤں۔ مہاتما جی نے آگیا دیدی۔ اور فقیر نے کرتب دکھانے شروع کئے۔ تھوڑی دیر تک کرتب دیکھنے کے بعد مہاتما جی کی آگیا سے کرتب بند ہو گیا۔ اور بیچارہ ریچھ ہانتا کا ہانتا ایک طرف بیٹھ گیا۔ مہاتما جی نے اپنے ایک شیشہ کو کہا کہ اس فقیر کو تیس روپیہ سوا چھ آنے دیدو۔ فقیر نے سنا تو حیران رہ گیا۔ فقیر کا وجہ تھا۔ کہ روپیہ دو روپیہ مل جائیگے۔ مگر یہ تو تیس روپیہ سوا چھ آنہ دے رہے ہیں بھلا کیوں؟ فقیر ابھی یہ بات سوچ رہا تھا۔ کہ مہاتما جی کا شیشہ تم نیکر آیا۔ اور فقیر کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اب مہاتما جی نے فرمایا کہ اسے فقیر ہم نے یہ رقم تیرے ریچھ کو بھگوان کے نام پر دی ہے۔ اور بخش دی ہے۔ اور مہاتما جی کے مکھ سے یہ شیشہ نکلنے کی دیر تھی۔ کہ اسی لمحہ وہ ہانتا کا ہانتا ریچھ ٹھنڈا ہو گیا۔ گردن ایک طرف کو لٹھک گئی۔ اور یران پچھو و شریر سے اڑ گئے۔ فقیر نے دیکھا۔ کہ ریچھ تو مر گیا ہے۔ اور رونے لگا۔ کہا کہ مہاتما جی یہ کیا بات ہوئی میری تو روزی ماری گئی۔ میں تو اسی ریچھ کے ذریعہ ہی روزی لگا کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ اب میں کیسے کرونگا؟ میں اچھا آپ کے پاس آیا۔ کہ اپنی روزی کا ذریعہ بھی ختم ہو گیا۔ فقیر کی یہ بات سن کر مہاتما جی مسکرائے۔ اور فرمایا۔ کہ رونے اور فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ تم کو یوگ سدا ہی سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس ریچھ نے پچھلے جنم کا جو قرضہ تم کو دینا تھا۔ اس میں سے باقی تیس روپیہ سوا چھ آنہ رہ گئے ہیں۔ اور وہی رقم نہیں چکارا ہے۔ یہیں خیال آیا۔ کہ اس طرح پیسہ پیسہ دو دو پیسے مانگتے مانگتے یہ رقم کب تک پوری ہوگی۔ اور کب اس بیچارے ریچھ کو اس جوئی سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ کیوں نہ تم ہی یہ رقم بھگوان کے نام پر ریچھ کو دیدیں۔ تاکہ اس کا چھٹکارا ہو۔ چنانچہ ہم نے یہ رقم اس کو بطور بخشش کے دیدی ہے۔ تمہارا ترض ادا ہو گیا۔ اب اسی کا زندہ رہنے کا کوئی کارن باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے اس کے یران چلے گئے۔ ہاں اگر ہم یہ رقم نہ دیتے تو جب تک ریچھ تمہارا قرضہ نہ اٹا لیتا۔ یہ تمہارے پاس رہتا۔ یہ قرضہ خواہ ایک دن میں اترتا۔ خواہ کئی سال میں۔ اور قرضہ اترنے کے بعد اس نے تمہارے پاس رہنا نہیں تھا۔

فقیر اور دیگر ست سنگیوں نے مہاتما جی کے یہ وچن سنے۔ تو دل پر اثر ہوا۔ اور اس بات کا یقین آگیا۔ کہ دراصل یہ سنسار دین کے سہارے چل رہا ہے۔ یہاں جو بھی کاروبار ہو رہے ہیں۔ سب پچھلے جنموں کے سنسکاروں اور لین دین کا نتیجہ ہے۔ جو بھی شریر یہاں آیا ہے۔ وہ اپنا لین دین ختم کر کے یہاں سے چلا ہی جائے گا۔

(بانی پھر)

اس دنیا میں رہتے رہتے بیتے ستر سال
کھان پان کا رہا نہ ٹوٹا جیب رہی کنگال
لوٹے دانت سوا منہ ایسا جیسے ہو کنگال
جگ جگ جیو دندان سازو کرتے بڑا کمال
مرا ضعیفی میں ہوتا ہے لوگو سب کا حال
سر کے بال ہوئے سب ایسے جون چاندی کے تار
مطلب کی سب دنیا دیکھی مر شوہر نکھو پسار
عشق میں تیرے جس نے چھوڑا بال اپنا گھر بار
پھرتی اس پر لوگ اڑاتے طعنے دیتے یار
تنہائی میں اصال رونا سو جب دکھ اپار

اوپر کھا بھر سنے لانگھے بڑے بڑے طوفان
حرص دھوا سے بچا نہ کوئی پھکڑ اور سلطان
تیرے غم میں روتے روتے جیو سوا ہلکان
کہاں سویا لوگ کھانا جاکر ایسی لمبی تنان
تیری مٹری میں بے بسی ابنو میری میان
محل دو محلے چھوڑے اپنے جنگل کٹنا چھپائی
تیرے ہی ملنے کی خاطر انگ بھجھوت رانی
کسیں پکارے جا کر بابا کہیں پکارے مانی
مایا دان پھر بھی دیکھو پیچھے دوڑی آئی
ٹھوکر کھا کر پھر بھی تم نے کوئی راہ نہ پائی

نر بل پر سب رعب جھاتے یاں دیکھو بلوان
مجھے کو دنیا ایسی لگتی جیسے ہو شمشان
ہیں کنگال یہاں کے باسی اک تو ہی دیوان
من مندر میں تیرا سمیرا کب ہو گا کھجوان
تیرے ہاتھوں مہرتے دیکھ بڑے بڑے شیطان

تجھ سے ہی ارد اس لگاتے کہتے دیندیاں
کوئی منور نہاگر کتا، کوئی مدن گویاں
روتے روتے غم میں تیرے حال ہو اے حال
ناؤ پرٹی ادھر میں امیری اسکو تو ہی سنبھال

اس دنیا میں بیدل کا ہے رہنا بڑا محال

رنگھوپتی راگھو راجہ رام۔ پتت پاون ستی رام۔ ایشور اللہ تیرے نام سب کو سدگتی دے بھگوان

اوتھلم ڈاکٹر راج بہادر درما رائے بریلوی

رام بھگت گاندھی جی

پیکر کیف حقیقت سامنے پاتا ہوں میں
پرچم تمہارا کو نام در پہ لہراتا ہوں میں
تیرے وعظ حق کے عنوانوں کو دہرائوں میں
نکش پرور زندگی کو آج اپنا بناؤں میں
تیرا پیرو ہو کے بھی کیوں ٹھوکریں کھانا ہوں میں
ہو کے مسست کیف آسکو بھولتا جاتا ہوں میں
تیرے انسانوں میں دریں زندگی پاتا ہوں میں
گردش تقدیر کی ظلمت کو چمکاتا ہوں میں
ہیکسوں پر دیکھتا ہوں آواز جب جو رستم
ان فلک آسا چٹانوں سے بھی ٹکراتا ہوں میں

جب تصور میں تیری تصویر کو لاتا ہوں میں
نام لے کر تیرا اکثر اسے محبت قلب و جان
جب کوئی عقدہ سیاست کا نہیں بنوایا
خوف نے سکھلایا تھا تجھ کو ایک درس سادگی
تو نڈر۔ بے خوف تھا۔ ایمان صدائے حق تیرا
حریت کا تونے جو نغمہ بنایا تھا مجھے
تیری تحریکوں کا چرچا ہے جہاں ہوش میں
آسرا رکھ کر تیرے ہستے ہوئے جلوں کا آج

ایک نرالی شان پیدا کرنے کیلئے

بوٹ پائش

بوٹ کریم
استعمال کیجئے

کمپنی نے جدید ترین فارمولوں کے تجربے سے اس

میں بہت سی خوبیاں پیدا کر دی ہیں آج ہی خریدئے

استعمال کیجئے اور ملاحظہ فرمائیے۔ روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں۔

بیلی بوٹ پائش کمپنی دہلی





احمد شاہ ابدالی کی لوٹ مار۔

احمد شاہ درانی نے ہندوستان پر حملے کئے اور ان کے دوران میں لوٹ مار کا جو بازار گرم کیا۔ اس کے شوق اس مضمون میں چند واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم تاریخ کی روشنی میں دہلی کی لوٹ مار کا ایک واقعہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مغل شہنشاہ عالمگیر ثانی کے عہد میں احمد شاہ درانی پہلی بار ایک جزائر شکر کے ساتھ دہلی پہنچا۔ مغل سلطنت کی راجدھانی میں احمد شاہ کی مقبوضی کی خبروں سے ہیجان پیدا ہو گیا۔ عالمگیر ثانی وزیر غازی الدین امداد الملک کے ہاتھ میں کٹھ پتلی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ اور وزیر کی اپنی حالت یہ تھی کہ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔

وزیر غازی الدین کے پاس چونکہ شہر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے اس نے آئی بلا کو ٹالنے کے لئے ڈیو ملنگ گفت شبید سے کام لینے کی کوشش کی۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر ۱۷۵۷ء کو اس نے آغا رضا خاں کو دو لاکھ روپے کے تحائف دیکر ابدالی کے پاس پہنچا تاکہ وہ دہلی پر حملہ کرنے کا خیال ترک کر دے اس دوران میں دہلی میں اطلاع موصول ہوئی کہ احمد شاہ نے پنجاب پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس کا جنرل جہان خاں دہلی کی طرف بڑھ رہا ہے اس سے دہلی کے لوگوں میں سخت خوف دہراس پھیل گیا۔ اور وہ بھاگ کر شہر میں جو راجہ سورج مل جات کی ظمرو میں تھا۔ پناہ لینے لگے۔ ۲۵ اپریل کو وزیر نے سرکردہ درباریوں کی کانفرنس بلائی تمام کی رائے تھی کہ شہنشاہ کی قیادت میں حملہ آور سے لڑنا چاہیے۔ لیکن اس دوران میں اطلاع موصول ہوئی کہ درانی کے افغان سردار من خاں نے سرحد پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سے دہلی میں حالات زیادہ بگڑ گئے۔ لوگوں نے بے تحاشہ شہر سے بھاگنا شروع کر دیا۔ احمد شاہ ابدالی نے سورنی پت کے ترتیب اپنا کیمپ لگا دیا۔ ۱۹ جنوری کو وزیر امداد الملک اپنے مصاحبوں کے ہمراہ شاہ سے ملنے گیا۔ ۲۰ جنوری کو شاہ کا کیمپ نریلا میں منتقل ہو گیا۔ یہاں وزیر غازی الدین امداد الملک نے اس سے ملاقات کی۔ اور دو کروڑ تھانوں کی ادائیگی پر سمجھوتہ ہو گیا۔ ۲۳ جنوری کو شاہ درانی دہلی پہنچا۔ مغل دربار کے معتقد سرداروں نے اس سے دہلی کے تخت پر اپنے بیٹے تیمور کو بٹھلانے کی استدعا کی۔ کیونکہ شاہ اس کے لئے غوثیار نہ تھا۔ لیکن وہ عالمگیر ثانی کو تخت سے اتارنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ کیونکہ اس کا مقصد ہندوستان میں کوئی مستحکم حکومت بنانا نہیں تھا بلکہ اس ملک سے دولت کے انبار اپنے ہمراہ لے جانا تھا۔

۲۷ جنوری کو درانی کا جنرل عالمگیر ثانی سے ملاقی ہوا۔ اور انہیں اطلاع دی کہ کل احمد شاہ ربانی لالہ میں داخل ہو گا۔ اس اطلاع کے ملنے کے بعد کو تو ان شہر نے شہر میں صنادی کروائی کہ شاہ کے جلوس کے دوران میں کوئی ہندوستانی بازار یا اپنے مکان کے گھجے پر کھڑا نہ ہو۔ (تاریخ امداد الملک تاریخ عالمگیر ثانی) عالمگیر ثانی نے فتح پوری مسجد کے قریب قلعہ کا استقبال کیا۔ اور لوگوں کی گرج کے ساتھ شہر میں اس کے داخلہ کا اعلان کیا گیا۔ اہل دہلی اپنے گھروں کے تختوں میں داخل ہو گئے کسی مکان سے کوئی آواز نہ نکلتی تھی۔ چاروں طرف ہو کا عالم تھا قلعہ میں داخل ہو کر شاہ اور اس کے حرم نے شاہی محلات پر قبضہ کر لیا۔ اور افغان فوج نے شہر میں داخل ہو کر جی بھر کر لوٹ مار کی۔

(۲) اب احمد شاہ ابدالی کی جوس زر کی روگردان شروع ہوتی ہے۔ وزیر غازی الدین امداد الملک کو حکم دیا گیا کہ انہوں نے جوش ہیبت اور جہالت اپنی جوبلی میں جمع کر رکھے ہیں۔ وہ افغان خزانہ میں جمع کرائیں۔ لیکن غازی الدین اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس لئے اس کی سخت توبہ کی گئی۔ اور اس کے معتدلوں کو لالچوں سے مار پیٹ کی گئی۔ بالآخر اس کے مکان سے تین کروڑ روپے کے زیورات اور تین لاکھ شہزیادے (اکہ شرفی کی مالیت ۱۶ روپے تھی) برآمد کر لی گئیں۔ دوسرے روز نئے وزیر انتظام الدولہ کی باری آئی۔ اس سے وزارت کے عوض دو کروڑ روپیہ طلب کیا گیا۔ لیکن اس نے پہلی قسط کے طور پر ایک کروڑ روپیہ ادا کر لے میں معذوری ظاہر کی۔ وہ یہ اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں تھا کہ

اس کی جو بی بی میں آباد اجداد کی جمع کی ہوئی ہے انداز دولت کا مدنون خزانہ موجود ہے۔ بالآخر وزیر انتظام الدولہ کو دورانی کے روبرو پیش کیا گیا۔ دورانی نے کہا کہ اگر تم نے آج ایک کروڑ روپیہ کی رقم ادا نہ کی۔ تو تمہیں ٹھٹھکی سے باندھ کر سید زنی کی سزا دی جائے گی۔ کیونکہ میری اطلاع ہے کہ تمہارے پاس ۲۰ کروڑ روپیہ ہے۔ میں اس میں سے صرف دو کروڑ روپیہ کا طلبگار ہوں۔ وزیر انتظام الدولہ نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا کہ خزانہ کا علم میری ماں غولا پوری بیگم کو ہے۔ چنانچہ بدھ بیگم کو شاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ شاہ نے اس سے کہا کہ اگر خزانہ کا پتہ بتا دو۔ تو میرے در نہ تمہاری آنکھوں میں کیل ٹھونک دیئے جائیں گے۔ بیگم نے کہا مجھے مدفون خزانہ کے محل وقوع کا علم نہیں۔ ماں اتنا جانتی ہوں۔ کہ وہ جو بی بی میں دبا ہوا ہے۔ تاریخ امداد الملک کے مصنف نے لکھا ہے۔ کہ تین روز تک جو بی بی کی کھدائی جاری رہی۔ اور اس میں سے تین کروڑ کا مال برآمد کیا گیا۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ زمین کے نیچے سے آدمی کے قد کے برابر سونے کی ۲۰۰ سلاخیں برآمد ہوئیں جو اہرات ان کے علاوہ تھے شاہ نے اس تمام پر قبضہ کر لیا۔

صرف یہی نہیں، جو بی بی سے واپس جلتے ہوئے افغانوں نے حرم کرائے سے ۱۰۰ حسین لڑکیوں اور عورتوں کو جمع کیا۔ اور اپنے ہمارے لئے لکے۔ لیکن بعد ازاں ان ستائیس سے حسین ترین عورتوں کو منتخب کر کے باقی کو حرم میں واپس بھیج دیا۔ اتنا مال حاصل کرنے کے بعد بھی احمد شاہ کی حرص وہوس کی آگ فرو نہ ہوئی۔ چنانچہ شہر کے امرا کے گھروں میں دولت کی تلاش شروع ہوئی۔ تمام امرا کی جو بی بیوں کو کھو دیا گیا۔ یہاں تک کہ کوئٹہ شہر فواد خاں بھی شاہ کے قبر سے نہ بچ سکا۔ جو بھی چیز ہاتھ میں آئی۔ قبضہ میں لے لی گئی۔

اس کے بعد شہر کے ہر گھر پر تادان بٹھا دیا گیا۔ تاریخ عالمگیر ثانی کے مصنف کا کہنا ہے کہ شہر کے ہر بازار میں فوج کے ساتھ ایک کھلا پوش سردار کو تعینات کر دیا گیا۔ تمام مکانات کو گن کر ان سے تادان طلب کیا گیا اور پانچ سو روپے معمولی بات بن گئی۔ لوگوں نے جہانی اذیت سے بچنے کے لئے زیورات، برتن اور کپڑے تک فروخت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی خریدار نہ تھا۔ سونے کا نرخ آٹھ روپے ٹونہ ہو گیا۔ برتن روپے میں تین سو روپے بن گئے۔ نجی لوگوں نے مفلسی کی وجہ سے زہر کھالیا۔ بیشتر لوگ افغان سپاہیوں کے مظالم سے مر گئے۔ جن گھروں نے تادان ادا کر دیا۔ انہیں بھی لوٹ لیا گیا۔ شہر کا ایک ہی آدمی البسانہ بچا جسے تختہ مشق تسم نہ بنا یا گیا ہو۔ ایسا وصولی کے بعد دھری بار مطالعہ کیا گیا۔

دولت کی ہوس اس وقت دنیا میں طبری خرابی پھیلی ہوئی تھی۔ دنیا میں

دولت کی ہوس :-

جہد دیکھو۔ طمع۔ حرص، کینہ و حسد۔ کشت و خون کا بازار گرم ہے۔ کھائی بھائی کا دشمن۔ باپ بیٹے کا پیری۔ شہر بیوی کا مخالف۔ یہ سب کس لئے؟۔ اسی جائداد کے لئے۔ اسی دولت کے لئے۔ اس کے ہاتھوں جتنا ظلم ہوا ہو رہا ہے۔ اور ہو گا۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ یہی وہ کھیت ہے جہاں دغا اور فریب کے پودے لہراتے ہیں اسی نے ہی انسانوں کو حیوانوں سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ اسی دولت کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ دولت کی بے پناہ خواہش انسان کو متوالا بنا دیتی ہے۔ دھن کے نشہ میں مدہوش ہو کر دوسرے لوگوں کے دکھ سکھ کا کئے خیال رہتا ہے۔ امیر اپنے عیش و آرام کی غیروں کا پیٹ کھاتے ہیں۔ ان کی جھونپڑی کو گرا دیتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ دولت سدا قائم نہیں رہتی۔ وہ تو جلی ہی جا سکتی ہے لیکن غریب کی آہ بربادی کا باعث بنی کبھی غنہ کی غیب کہا ہے۔ یہ مت متانتا ظالم کسی کو مت کسی کی آہ لے۔ دل کے دکھ جانے سے نادان غریب بھی بل جائے دولت کا نشہ انسان کو حیوان بنا دیتا ہے۔ نیک خصال کے عاری کر دیتا ہے۔ آنکھوں پر بخار اور دل پر بردہ چھا جاتا ہے۔ اس لئے دولت کی ہوس چھوڑ کر اس کو دھرم کے کارروں میں لگائیے۔ تاکہ آپ کا منش جنم بھل ہو۔

رِخُونَتِ آدَم

نتیجہ فکر شری جو ندال شاد و منشی فاضل فیروز پور چھاؤنی۔

جو جاں دینا تھا حکمِ ایزدی پر
اور ہوتا مُفْتَحِ رُوشَن دلی پر
تکبر کر کے اپنی برتری پر
فدا ہو کر یہ جنگِ زرگری پر
کر لبتے ہیں فتنہ پروری پر
ہے شیدا دل سے سحرِ سامری پر
ہیں شاہد اس کی اس خیرہ سری پر
سیاہ دھبے ہیں اس کی زندگی پر
ہے نازاں پھر بھی علم و آگہی پر
پہنچ جاتے سپہرِ سہفتی پر
مٹا جاتا ہے فتنہ گستری پر
نہیں آگاہ اپنی اس کمی پر
عبثِ فاخر ہے ایسی برتری پر
اُتر آیا ہے کس بے دانشی پر
ہے آمادہ خدا سے ہمسری پر
اے شاد اب اس کے شیوہ کافری پر

جسے تھا فخر حق کی بندگی پر
تھا جس کا فرض بتا معرفتِ جو
بڑا افسوس ہے یہ ابنِ آدم
یہ بن کر دوسروں کے حق میں غاصب
اب ہو چکا ہے اتنا کورِ باطن
یہ ہو کر روکشِ تلقینِ موئے سدا
یہ طیارہ شکن تو ہیں یہ راکٹ
اور ایٹم بم مہلکِ تارِ پیڈو
بنا کر اتنے سامانِ تباہی
بڑا بے تاب ہے اُڑ کر زمیں سے
یوں کھو کر اپنے سب اخلاقِ حسنہ
بدائندہ رموزِ کیف و کم کا
نہیں یہ عالمِ اسرارِ قدرت
ذرا اس کی یہ شوخی دیکھئے گا
یہ خاک کی ناتواں - مجبور - فانی
ملائکۃ ہو رہے ہیں غرقِ حیرت

- ۱۔ پر ماتا کا حکم - ۲۔ پر ماتا کے گیان کا خود ہمنام - ۳۔ فخر کرنے والا - ۴۔ انسان - ۵۔ ظلم سے دوسروں کا حق چھین لینے والا - ۶۔ مال اور دولت حاصل کرنے کے لئے لڑائی - ۷۔ مشہور پیغمبر کا نام ہے - ۸۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک چالاک آدمی تھا جس نے چالاکی اور غیب سے حضرت موسیٰ کی امت کو اپنا پیرو بنالیا - ۹۔ شرعی جہانت - ۱۰۔ ایسا توں آسمان - ۱۱۔ نیک عادات - ۱۲۔ جاننے والا - ۱۳۔ منطقی مسائل کوئی چیز کسی ہے - اور کتنی ہے - ۱۴۔ اترائے والا - ۱۵۔ فرشتے

ٹ. تاردرن ریلوے نوس

بڑی اشیاء اور اسباب کی بکنگ اور بار برداری

وقتاً فوقتاً اس امر کی ہدایات کے باوجود یہ دیکھا گیا ہے کہ مسافر اب بھی بھاری بکس ٹرنک اور سوٹ کیس وغیرہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں جس کی وجہ سے کمپارٹمنٹ کے دوسرے مسافروں کو سیدھے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے انڈین ریلویز کانفرنس ایسوسی ایشن کے رول ۵۵ کو چیک ٹیرٹ نمبر ۱۸ پارٹ ۱ میں یکم اگست ۱۹۶۳ء سے ترمیم کی گئی ہے۔ جس میں درج ہے۔

کہ ۵ لیگ انچ بائارج آف، ایر کنڈیشنڈ اینڈ فرسٹ کلاس پیجز

کوئی مسافر گاڑی میں صرف ایسی چھوٹی اشیاء لے جائے۔ جو سفر کے دوران اسے اپنے ذاتی استعمال کے لئے مطلوب ہوں اور جو سٹری میں دوسرے مسافروں کو بے آرام کرنے بغیر رکھی جاسکیں۔ باگاری میں بھیجنے/سولے یا آزادانہ نقل و حرکت میں رکاوٹ پیدا نہ کریں۔ ٹرنک سوٹ کیس اور بکس باہر سے پیمائش میں ۵۰ سینٹی میٹر لمبائی، ۵۰ سینٹی میٹر چوڑائی اور ۵۰ سینٹی میٹر اونچائی میں ہوں۔ انہیں مسافروں کے کمپارٹمنٹ میں لے جانے کی بجائے بریک دین میں لے جانا چاہیئے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں ایسے مسافروں سے پورے وزن کے مطابق فری الاؤنس مجرائی دینے بغیر الگ کر لیا جائے گا۔ ایسے پیکیجز دوران سفر لے جاتے ہوئے سلام ہونے پر باقی سفر کے لئے انہیں گاڑی کے بریک دین میں ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔ صرف اس نفاذ پر فری الاؤنس کی اجازت ہوگی۔ جو کہ ایسے پیکیجز بریک دین میں لے جائے جائیں گے۔ پیکیجز کمپارٹمنٹ میں نفاذ کے لئے ایسے پیکیجز لے جانے کی صورت میں کسی قسم کا فری الاؤنس مجرائی نہیں دیا جائے گا۔ اور وزن پر پورا واجب کر لیا وصول کیا جائے گا۔

البتہ مندرجہ بالا رولز اس مال پر لاگو نہ ہوں گے۔ جو ایک پارٹی کے نام پر ریزرو شدہ سالم کمپارٹمنٹ میں لے جایا جاوے گا۔ اور نہ ہی سٹری کو کریویں، ہینڈ بیگ، چھڑیوں، چھڑیوں، اصراریوں وغیرہ پر لاگو ہوں گے۔ اشیاء جو گلاز (۱) تا (۵) آف رولز ۵۵ کا آف انڈین ریلویز کانفرنس ایسوسی ایشن کو چیک ٹیرٹ نمبر ۱۸ پارٹ ۱ کی ذیل میں آتی ہیں۔ وہ کسی حالت میں بھی مسافروں کو اپنے ساتھ بطور اسباب نہ لے جانی چاہئیں۔ تمام اشیاء جو گاڑی میں لے جانی چاہئیں گی وہ مسافروں کی اپنی ذمہ داری پر ہوں گی۔

اگر کوئی شخص اس رول کی خلاف ورزی کرے گا اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ یہ رولز (۵۵) سیکنڈ اور تھرڈ کلاس مسافران پر بھی لاگو ہونے میں اور اس رول کے ہیڈنگ میں ذیل کی ترمیم کی جائے گی۔

کہ ۵ لیگ انچ بائارج آف سیکنڈ اینڈ تھرڈ کلاس پیجز۔

چیت کرشل سپرٹنڈنٹ

شری روشن پٹیلوی

فدایانِ وطن کا نعرہِ مستانہ

عَدُو کے مٹانے کا پیماں کرینگے
 پیئیں گے لہو شوقِ جامِ شہادت
 بنائیں گے محنت سے قسمتِ وطن کی
 نہ بھولے گا تا حشر جن کو زمانہ
 مٹا دیں گے نفرت کی تاریکیاں ہم
 طربِ خیز نغموں کی تانیں اُڑا کر
 سہنگے خوشی سے ہر اک غم کو لیکن
 کسی کو بھی شکوہ نہ ہو گا کسی سے
 چراغِ وفا ہر قدم پر جلا کر
 کھلائیے گلابِ راحتِ وطن میں
 قسم ہے دل و جاں کی اپنے وطن پر
 وطن سے مٹائیں گے رنگِ خزاں ہم
 وفا سے عبادت سے اپنا فلسفہ
 نئی رُوح پھونکیں گے انکے دلوں میں
 کرینگے دل و جاں سے خدمتِ وطن کی

حقیقت سے کیا مال و دولت کی روشن
 وطن پر ٹچھا اور دل و جاں کریں گے

ط نارورن ریلوے

نوس

محکمہ ریلوے ۱۹۶۵ء سے ٹائم ٹیبل میں عام تبدیلی کی جارہی ہے اور چند ضروری کارروائیوں کی رفتار بخوبی تیز کر دی گئی ہے۔ خاص خاص تبدیلیاں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نئی گاڑیاں جو جارہی کی گئیں۔

(i) ایک گاڑی امرتسر اور اتاری کے مابین ہر دو اطراف سے (۱۰/۱۰/۱۰/۱۰)

(ii) ایک گاڑی اتاری و اتاری کے مابین ہر دو اطراف سے (۸/۸/۸/۸)

(iii) ڈیزل ریل کار مدر بازار اور گرجی ہریسہ کے مابین ایک چکر ہر طرف سے (۲/۲/۲/۲)

(iv) ایک گاڑی فیروز پور سے ٹھٹھک کے مابین ہر دو اطراف سے (۸/۸/۸/۸)

(v) نئی دہلی اور مدراس کے درمیان ہفتہ میں دو روزہ سدن ایکسپریس گاڑیاں (۲۱ ڈاون / ۲۲ اپ)

۲۔ گاڑیاں جن میں توسیع کی گئی۔

۱ ڈی جے / ۲ ڈی جے جو دہلی اور چند کے مابین چلتی ہیں، جاکھ سے اورنگ پڑھادی گئی ہیں۔

۳۔ نئے سٹیشن جو مسافروں کے ٹریفک کیلئے کھولے گئے ہیں۔

(i) سبلی کھاس، میرٹھ بھادونی اور درالہ کے مابین۔

۴۔ گاڑیاں جن کی رفتار تیز کی گئی ہے۔

(i) ۹ ڈاون جو دھ پوریل مابین جو دھ پور ڈیکانہ اور تن گڑھ پھولیشن سے منسلک

(ii) ۹ اپ جو دھ پوریل مابین جلد رتن گڑھ اور بھگنا جو دھ پوریل سے منسلک

۵۔ نئے ٹھہراؤ جو جہاں کئے گئے۔

(i) ۱ ڈی ایف کا ٹینڈر آؤٹی پر

(ii) ۳ ڈاون کا دہلی آزاد پر

(iii) ۲ ایم ڈی کا صاحب آباد پر

(iv) ۳ اپ / ۴ ڈاون کا اجالہ پر

(v) ۳ اپ کا بارہن پر

(vi) ۱ اپ کا انجی شاہ آباد پر

(vii) ۳ ڈاون کا پٹی کھاس پر

(viii) ۱۱۲ اپ کا اچھارن پر

(ix) ۱ جے جے / ۲ جے جے بی کا جیم ہالٹ پر

(x) ۲ ایف ٹی ڈی کا ہرن گاؤ، ستوالی اور مہراول پر

(xi) ۱۳ اپ کا دہلی شاہ پر

(xii) ۱ بی / ۲ آر ایس کا جینا کھیری اورنگ نگر اور سرائی

(xiii) ۱ بی / ۲ ڈی ایف / ۲ بی ڈی ایف کا دھن کوٹ پر۔

۶۔ ٹھہراؤ جو منسوخ کئے گئے۔

(i) ۱۵ اپ کا میح آباد اور انجی شاہ آباد پر

(ii) ۲۷ اپ / ۲۸ ڈاون کا کورو کشیتر پر

(iii) ۲ ایف ٹی ڈی کا مین پوری کچھری، پانڈا اور گورڈن ڈاون اور رائی

(iv) ۲ ایف ٹی ڈی کا ٹنڈر ڈاون اور رائی پر

(v) ۲ ڈاون / ۲ ایف کا جینا کھیری اورنگ نگر اور سرائی پر

۷۔ نئے سٹیشن جو مہیا کئے گئے۔

(i) ۵۱ اپ کا ۵۵ اپ کے ساتھ مراد آباد پر

(ii) ۲۰۸ ڈاون کا ۱ اپ (ایم جی) ڈیسٹن ریوے کے ساتھ پھلیپر پر

(iii) ۵ کے ایم / ۶ کے ایم کا ۵۵ اپ کے ساتھ باپڑ پر۔

(iv) ۲ ایف ٹی ڈی کا ۵ کے ایم کے ساتھ جوہر پر

(v) ۲ بی / ۳ بیس کا ۳۷ ڈاون کے ساتھ بالاسو پر

(vi) ۴ بی بیس کا ۶۱ اپ / ۶۵ اپ کے ساتھ بالاسو پر

(vii) ۳ بیس کا ۶۱ اپ / ۶۵ اپ کے ساتھ روضہ پر

(viii) ۴۴ اپ کا ۳۰ ڈاون کے ساتھ ٹھٹھک پر

(ix) ۱۵ اپ کا ۶۰ ڈاون (ایم جی) این ای ریوے کے ساتھ

بریلی پر۔

کی بجائے ۱۵-۱۳ بجے چلا کرے گی۔ اور بارہ ۲۲-۱۴ بجے
کی بجائے ۴۵-۱۹ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxiii) جے جے بی بارہ موجودہ پور پیسجر بارہ سے ۳۰-۵ بجے
کی بجائے ۱۱ بجے چلا کرے گی اور جوہ پور ۳۰-۱۲ بجے کی بجائے
۱۷-۵ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxiv) جے جے ایس بی بھلدی سمداری پیسجر بھلدی سے ۲۰-۱ بجے کی
بجائے ۴۰-۳ بجے چلا کرے گی۔ اور سمداری پور ۱۹ بجے کی بجائے
۵-۱۱ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxv) جے ایس بی سمداری بھلدی پیسجر سمداری سے ۲۰-۱۲ بجے
کی بجائے ۴۰-۱۶ بجے چلا کرے گی اور بھلدی پور ۲۰ بجے کی بجائے
۲۲-۵ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxvi) ڈاؤن مارٹا روڈ آگرہ فورٹ ایکسپریس مارٹا روڈ سے
۱۵-۲ بجے کی بجائے ۵۵-۱ بجے چلا کرے گی۔ اور پھلیار پور ۱۵-۲
بجے کی بجائے ۳۰-۶ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxvii) ڈاؤن مارٹا روڈ بیکانیر میں مارٹا روڈ سے ۵۵-۱۸ بجے کی
بجائے ۳۵-۱۸ بجے چلا کرے گی۔ اور بیکانیر ۲۵-۷ بجے
کی بجائے ۵-۷ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxviii) ڈاؤن ابراہیم آباد ایکسپریس دہلی سے ۱۵-۲۰ بجے کی
بجائے ۵-۲۰ بجے چلا کرے گی۔

(xxix) اپ دہلی اجیر پیسجر دہلی سے ۲۰-۱۹ بجے کی بجائے
۵۰-۱۹ بجے چلا کرے گی۔

(xxx) اپ جوہ پور میں دہلی سے ۱۰-۲۰ بجے کی بجائے ۱۵-۲۰
بجے چلا کرے گی۔

(xxxi) ڈاؤن احمد آباد میں دہلی سے ۵-۲۲ بجے کی بجائے
۲۲-۱۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxxii) ڈاؤن آگرہ بازار ریوڑی پیسجر صدر بازار سے ۵-۲۲ بجے
کی بجائے ۵۵-۱۳ بجے چلا کرے گی۔

(xxxiii) بی ٹی آگرہ ریوڑی صدر بازار پیسجر ریوڑی سے
۵۰-۷ بجے چلا کرے گی اور صدر بازار۔

۵-۲۱ بجے کی بجائے ۴۰-۱۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxv) بی ۱ بی ۱۷ ایس عصار سادول پور پیسجر عصار سے ۲۰-۲۲ بجے
کی بجائے ۴۰-۲۱ بجے چلا کرے گی۔

(xxvi) بی ۳ بی ۱۷ ایس ہنومان گڑھ سادول پور پیسجر ہنومان گڑھ سے
۴۰-۱۸ بجے کی بجائے ۱۰-۱۹ بجے چلا کرے گی۔

(xxvii) بی کے ایف فاضلکا کوٹ پیورہ پیسجر فاضلکا سے ۳۰-۲ بجے
کی بجائے ۵۰-۲ بجے چلا کرے گی۔

(xxviii) بی ۱۰ بی ۱۷ ایس ہنومان گڑھ بھٹنڈہ پیسجر ہنومان گڑھ سے
۴۵-۱۱ بجے کی بجائے ۴۵-۱۱ بجے چلا کرے گی۔

(xxix) ڈاؤن احمد آباد دہلی ایکسپریس ریوڑی سے ۳۰-۱۶
بجے کی بجائے ۵۸-۱۶ بجے چلا کرے گی۔ اور بی ۱۰-۱۹ بجے کی
بجائے ۱۵-۱۹ بجے پہنچا کرے گی۔

(xl) بی ۲ بی ۱۷ ایس بیکانیر بھٹنڈہ بیکانیر سے ۱۰-۱۰ بجے کی بجائے ۴۵-۱۰
بجے چلا کرے گی۔

(xli) بی ۲ بی آریاف ریوڑی فاضلکا پیسجر ریوڑی سے ۳۰-۱ بجے
کی بجائے ۴۰-۱ بجے چلا کرے گی۔

(xlii) ۳۹۰ اپ اے ای ڈی سے ۱۵-۷ بجے کی بجائے ۴۵-۱۶
بجے چلا کرے گی۔

(xliii) ۳۵۵ اپ آگرہ کینٹ سے ۱۵-۱۹ بجے کی بجائے ۴۰-۱۹
بجے چلا کرے گی۔

(xliv) ایس ایس سلطان پور سے ۴۰-۴ بجے کی بجائے ۵۵-۴ بجے
چلا کرے گی اور کینٹ ۲۵-۹ بجے کی بجائے ۱۰۰-۱۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xlv) ۲ ایم پی پرتاپ گڑھ میں سر کے پیسجر پرتاپ گڑھ سے ۲۰-۵
بجے کی بجائے ۵۰-۵ بجے چلا کرے گی اور محل سے ۴۰-۱۰ بجے
کی بجائے ۴۵-۹ بجے پہنچا کرے گی۔

(xlvi) ۵ کے ایم خوجہ سے ۵-۷ بجے کی بجائے ۴۰-۱۶ بجے چلا کرے گی
۹۔ گٹھریوں میں ایر کنڈیشنڈ اکوڈیشن

دہلی اپ ۲ ڈاؤن میں دہلی کا کلاسک ساتھ ساتھ تین ریزی
بجے ریزانہ جردی ایر کنڈیشنڈ کوچ چلا کرے گی۔

دہلی ام ۴/۲ ڈاؤن مسوری ایکسپریس کے ساتھ دہلی اور دہلی
کے امین روانہ (۵) جوہ پور (۱۹) ایکسپریس ایر کنڈیشنڈ کوچ چلا کرے گی۔

دہلی ام ۴/۲ ڈاؤن مسوری ایکسپریس کے ساتھ دہلی اور دہلی
کے امین روانہ (۵) جوہ پور (۱۹) ایکسپریس ایر کنڈیشنڈ کوچ چلا کرے گی۔

(iii) ۲۷ اپ/ ۲۸ ڈاؤن امترس میں گاڑیوں کے ساتھ نئی دہلی اور امرتسر کے مابین ایک جزدی ایرکنڈیشنڈ کوچ روزانہ چلا کر گی۔
(iv) ۹۱ اپ/ ۹۲ ڈاؤن بیکانیر میں گاڑیوں کے ساتھ دہلی اور بیکانیر کے مابین ایک جزدی ایرکنڈیشنڈ کوچ ہفتہ میں دو روز بموجب تفصیل ذیل ۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء تک چلا کرے گی۔

دہلی سے ہر سوموار اور ہر دیروار کو - بیکانیر سے ہر منگلوار اور ہر شکر دار کو
(v) ۹۳ اپ/ ۹۴ ڈاؤن جودھ پور میں گاڑیوں کے ساتھ دہلی اور جودھ پور کے مابین ایک جزدی ایرکنڈیشنڈ کوچ ہفتہ میں تین روز بموجب تفصیل ذیل ۳۱ اگست ۱۹۶۴ء تک چلا کر گی۔

دہلی سے ہر سوموار، بدھوار اور منگلوار کو - جودھ پور سے ہر منگلوار، دیروار اور اتوار کو۔
(vi) ۳۳ ڈاؤن ریم م اپ میں گاڑیوں کے ساتھ جھانسی اور لکھنؤ کے مابین ایک جزدی ایرکنڈیشنڈ کوچ حسب ذیل طریقہ پر چلا کر گی۔
جھانسی سے ہر اتوار اور دیروار کو - لکھنؤ سے ہر سوموار اور شکر دار کو۔

۱۔ تھرو/سیکشنل کوچ جو جہاز کی گئیں۔

سٹیشن مابین	گاڑی نمبر	وقفہ	اکوڈیشن کا درجہ	یوگیوں کی تعداد
(i) بمبئی سترل پٹھانکوٹ	۳۳/۳۳ اور ۲۴/۲۴	روزانہ	۱ے سی	ایک
			I	ایک
			II	ایک
			III	ایک
			(۳ ٹائمر)	
(ii) دہلی رانچی	۲۳/۱۲ اور ۲۴/۱۱	دہلی اور رانچی سے ہر بدھوار اور منگلوار کو بالترتیب	III، 1 کمپوزٹ	ایک
(iii) دارانسی پورہ	۱۶ ای آر/ ۵۰ اور ۱۵/۴۹ ای آر	روزانہ	III	ایک
(iv) کالکا پٹھانکوٹ	۳۵/۵۱ اور ۵۲/۳۶	ہفتہ میں تین روز کی بجائے روزانہ	III، 1 کمپوزٹ	ایک
(v) نئی دہلی جگلو رٹی	۲۲/۲۳ اور ۸/۱۵	نئی دہلی سے ہر دیروار اور اتوار کو اور جگلو رٹی سے ہر بدھوار اور منگلوار کو	۵ ۵	"

۱۱۔ فرسٹ کلاس اکوڈیشن مندرجہ ذیل گاڑیوں میں مہیا کی جاوے گی۔

سیکشن	گاڑی نمبر
ابنا لکھنؤ، ابنا ہر	۳۳۹ اپ/ ۳۴۰ ڈاؤن پنجر مابین
ابنا لکھنؤ، نروانہ برہمہ کوہ شہر	۱ یو کے دین/ ۲ یو کے دین پنجر مابین
ابنا لکھنؤ، منگل ڈیم	۱ یو آر دین/ ۲ یو آر دین پنجر مابین
دہلی، جاکھل	۱ ڈی جے/ ۲ ڈی جے پنجر مابین
جاکھل، نروانہ برہمہ کوہ	۳ جے ایم پی/ ۸ جے ایم پی پنجر مابین

گوگل نامتھ

”جہاں ہو ترپ درشن کی وہاں کیسی رکاوٹ ہے“

گوسائیں گوگل نامتھ جی وٹھل نامتھ کے پتر دلہیہ آچار یہ کے پوتے تھے۔ بھگتی، اخلاق منہ اور اوصاف حمیدہ کی مجسم تصویر تھے، بڑے فیض رسال، غریب امیر کو یکساں جاننے والے کمال خوش خلق انسان تھے۔ بھگوان کی سیوا اور بھگتی میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ ان کے مندر میں کاہنا بھنگی ہر روز چھارو دینے آیا کرتا تھا۔ بھگوان کے دوسرے ہی درشن کر کے وہ بھنگی سٹورز مطلق میں کھو جایا کرتا تھا۔ اس کے دل میں بھگوان کے لئے ایک ترپ سی رہتی تھی۔ صبح شام بڑے پریم سے چھارو دیتا اور بھگوان کے درشن کر کے گن ہوتا

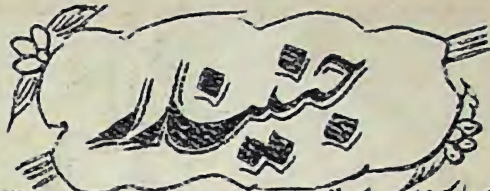
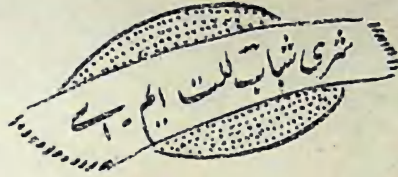
گوسائیں گوگل نامتھ جی کو بھگوان کی موتی مورتی پر ہر کسی کی نظر پڑنا اچھا نہ لگا۔ انہوں نے ایک ہلکی سی دیوار کھجوا دی جس سے عوام کی نظر بھگوان پر نہ پڑ سکے۔ اس سے کاہنا بھنگی کے لئے بڑی تکلیف ہو گئی۔ اس کا دل بھگوان سا گیا۔ کاب بھگوان کے درشن نہ ہو سکیں گے۔ اس طرح دور سے وہ بہت بیقرار ہوا تھا۔ رات کو بھگوان نے کاہنا بھنگی کو خواب میں درشن دیتے ہوئے کہا۔ کہ وہ گوسائیں گوگل نامتھ سے نئی دیوار کے گرا دینے کی التجا کرے۔ کاہنا بھنگی صبح اٹھا۔ سوچنے لگا۔ ”مجھے نیچ ذات بھنگی تھی گوسائیں جی تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے؟ بھگوان کا پیغام کس طرح ان کو پہنچا سکتا ہوں۔ ہمت کر کے گوسائیں جی کے پاس جانے کا مقصد کہوں بھی تو دربان مار مار کر میرا بھیجہ نکال کر رکھ دیں۔“

ان خیالات کے زیر اثر کاہنا بھنگی بالکل خاموش رہا۔ دوسرے بھگوان ہر روز اسے خواب میں حکم دیتے کہ گوسائیں جی کو نئی دیوار گرانے کے متعلق کہو۔ تیسرے روز ناچار بھنگی نے ڈیوڑھی داروں سے منت سماجت کی کہ گوسائیں جی کو اس کی طرف سے یہ عرض کر دی جائے۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی اس کی بات پر غور نہ کیا۔ بلکہ کسی اور آدمی نے گوسائیں گوسائیں گوگل نامتھ جی کے سامنے یہ قصہ رکھا۔

”گوسائیں گوگل نامتھ جی نے کاہنا بھنگی کو خلوت میں لگا کر سب ماجرا پوچھا۔ بھنگی نے بھگوان کے ہر روز خواب میں آکر گوگل نامتھ جی سے دیوار گرانے کی پراختیا کرنے کی آگاہی کے متعلق ساری داستان من و عن کہہ سنائی۔ گوسائیں گوگل نامتھ جی نے دریافت کیا۔ کہ کیا ان کا نام لے کر بھگوان نے آگیا دی۔ کاہنا بھنگی نے کہا۔ جی ہاں! آپ ہی کا نام لے کر بھگوان تین دن سے لگاتار کہہ رہے ہیں۔ میں نے ڈیوڑھی داروں سے بھی عرض کیا تھا۔ مگر میری کسی ایک نے بھی نہیں سنی۔“

گوسائیں گوگل نامتھ جی نے بھنگی کو سینے سے لگا لیا۔ اور بڑا پیار کیا۔ تسلی دی اور دوسرے ہی دن جب بھنگی چھارو دینے آیا تو دیوار کا نام و نشان نہ تھا۔ اب وہ اسی طرح ہر روز بھگوان کے درشن کرتا ہوا گوسائیں گوگل نامتھ جی کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا۔ (ادامہ)

ایڈیٹر۔



یہ بجا کہ ناز ہے قوم کو بہا ویر تیرے مقام سے
مگر آہ کوئی عمل کرے میری زندگی کے پیام پر
جو دکھائیں تو نے حقیقتیں جو سکھائی تو نے صدائیں
کوئی ان کو سمجھے تو طنز ہیں وہ سنگری کے نظام پر
ترے تین رتنوں کی روشنی جو دل و نظر میں سما گئی
وہ برکت نقاب اٹھا گئی جو پٹری تھی جلوہ باہم پر
کرے اختیار جہان اگر تیری اس انسا کی راہ کو
نہ یہ تہمتیں سوں خواہیں پر نہ یہ بار غم ہو عوام پر
جو شباب تو بھی عمل کرے تو ترا بھی بھید بھرم ہے
ترا مرغ دل بھی فریفتہ ہے ہوس کے دانہ و دام پر

شری سوہن لال جی گرودر

مکافات عمل

ہم نے وشیووں میں گذری اپنی ساری زندگی - اب اٹھائی پڑ گئی اس عمر میں شرمندگی
خلق کی خدمت ہی کی اور نہ خدا کی بندگی - رائیگاں ہم نے بنے کھودی یہ پیاری زندگی
دش کے نہ کام آئے۔ وشیو کی سیوا نہ کی - دھرم کی ویدی پہ قربانی کبھی سمجھے نہ دی
ہم نے سمجھا نہ کبھی اس زندگی کے راز کو - کرتے رہے من مانیاں یاد خدا مطلق نہ کی
دکھ درویش ہوتے رہے شامل کسی کے ہم نہیں - ہیں سہارا بن سکے بے کس کسی کے ہم نہیں
نہ کسی بیمار کی سیوا ہی ہم سے ہو سکی! - حاجت روائی بھی کسی کی کر سکے ہیں ہم نہیں
اپنے کاموں کی رہی ہم کو ہمیشہ ہڑ بڑی - اپنے دھندوں میں رہے المست مرقم ہر گھڑی
ہم نے نہ جانا کبھی کس پر مصیبت آ پڑی - موت سے غافل رہے ہیں ہم ہمیشہ ہر گھڑی
یہ نہ جانا ہم نے کہ ہے زندگی نشت عمل - جیم الناس ہے بلا تم کو دشمنی کرنی کا پھل
ہے بدی کا بد نتیجہ نیکی کا پھل نیک ہے - بوئے حنظل پائے حنظل کل سے پائے کل
ہم ہمیشہ ہی رہے مغلوب حرص و آرزو سے - اور ہیں غافل رہے ضمیر کی آواز سے
ہم مکافات عمل پر دھیان نہ دیتے رہے - ہوئے واقف نہ بستی اس حقیقی راز سے

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو از جو

تشریفی چٹیاں

(۱) آدر لوگ شری مندرہ جی - سادر پرنام
آج چاروں طرف ایک مایوسی ہے۔ گھبراہٹ ہے۔ آدمی ہے مگر آدمیت نہیں۔ مندر ہے تو مذہب نہیں۔ دیوتا ہے تو شر و مصائب نہیں۔ ایک کھوکھلا پن چھایا ہوا ہے۔ ایک دکھاوا۔ ایک بناوٹ۔ خلوص نہیں اعتبار نہیں۔ انسان انسانیت ہوا ہے۔ کہ تہذیب سے دور ہوا جا رہا ہے۔ آخر سہارا بتے گا کیا؟ آخر یہ دنیا کہاں لے جائیگی ہیں؟ ایک سوال ہے تو منہ پھاڑے ہمارے کھڑا ہے۔

ایسے ماحول میں جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ "اوم" ایک پرہیزگار نہیں مگر اسی سے بچا رہا ہے۔ ایک شعل کی طرح ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ اس کوشش کے لئے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ آپ کے اور آپ جیسے دوسرے مخلص لوگوں صحت مند مذہبی عقیدوں کے طفیل ہی ہے۔ جو بھی سماج میں آج کہیں کہیں روشنی اور امید کی کرن نظر آتی ہے۔ پرشوقم انک سے متاثر ہو کر میں نے کچھ اشعار کہے ہیں پیش خدمت ہیں۔ مارچ کا شمارہ بھی مل گیا ہے۔ شکریہ کار لائق سے یاد فرما دیں

(۲) شریمان ایڈیٹر صاحب محنت۔

میں نے رسالہ اوم کا سالانہ نمبر بابت سال ۱۹۶۳ء پڑھا ہے۔ اس میں سب دھارمک اپڈیشن ہیں۔ اپنے دھرم کا گیان نہ ہونے کی وجہ سے ہم ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ اور رتن کی جگہ ریت اکٹھی کر رہے ہیں۔ یہی ایسے دھارمک اخبار پڑھنے چاہئیں۔ اور ان کے آپڈیشنوں پر عمل کر کے اپنے لوگ اور ہر لوگ کا سدھار کرنا چاہیئے۔ دھرم کے معنی ہیں۔ انسانی فرائض۔ ہر نفس عالم بہرہ سابق میجر تک حال وارد ہوئی 78

(۳) ڈیرنڈہ صاحب پریم نمیتے

آپ کا آج روز رسالہ ماہ نومبر کا ملا۔ آپ کا رسالہ اتنا اچھا لگتا ہے۔ کہ براہ کی پہلی تاریخ کو ملنے کی تمنا ہو جاتی ہے۔ اور ٹوکھا مل بھی جاتا ہے۔ میں ۱۹۵۷ء سے شگوارا ہوں۔ ایسور آپکو دن دو گنی رات چو گنی ترقی دے آجکا ڈی۔ ایم۔ جھام ٹیکم گڑھ۔

(۴) مانیہ ورنندہ صاحب سادر نمیتے

آپ نے سالوں کا نایاب تحفہ "پرشوقم انک" کی صورت میں جو پیش کیا ہے۔ دینی انسان کو دینی طور پر روحانی غذا اس سے سیر ہو سکتی ہے۔ میں آپ کی کاوش جانفشانی کی تہ ولی سے داد دیتا ہوں۔ "اوم" کی ہمارے رتن کرنا ہر نفس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ناز سونی چئی

(۵) محترم میجر صاحب رسالہ اوم دہلی۔ جے دھرم کی۔

نوید ہے۔ کہ آپ کا ارسال کردہ "رسالہ اوم" پرشوقم انک ۱۹۶۳ء ملا۔ اس کے مطالعہ کرنے سے دینی ایک نئی روح زندگی میں پیدا ہوتا ہے اور بصیرت آئینہ کچھ کہانیاں ایسی ہیں کہ واقعی اگر انسان بڑے سے بڑے خیالاتوں کا ہی کیوں نہ ہو۔ یکدم بڑے خیالاتوں کو دلت مار کر تھکوان کے پریم میں تنوالتا ہوتا ہے۔

آجکا پریمی دور کا تھکوا

ہندوستانی سپاہی

حضرت رسالپوری

شعلہ غم کو سینوں میں نہاں رکھتے ہو
تم وطن کیلئے اک روح تیاں رکھتے ہو

صرف تدبیر کی شمشیر ہی جاگیر نہیں
دست و بازو میں بھی تم تاب توں رکھتے ہو

فتنہ و شر کو مٹایا ہی نہیں ہے تم نے
امن کے ساز کو بھی نغمہ بہ جاں رکھتے ہو

پرچم قوم کا ترنگا ہوا ہے شاہد
عدل و انصاف کا تابندہ نشان رکھتے ہو

تم نگہبانِ وطن، اہل وطن ہو کیسیر
اور دشمن کیلئے تیغ رواں رکھتے ہو

تم نے تخریب کی ہر راہ مسدود کی
تم ہی تعمیر کا اک فکر جواں رکھتے ہو

سالنامہ

پیشرو تم انک

سردار کرن بہتری۔ ۱۔

خوب تر ہے سالنامہ اوم کا
مندہ صاحب، مرحبا، صد مرحبا

اس کا اک اک لفظ ہے مثل چراغ
جگمگائے اس سے ہیں دل اور دماغ

بن کے آیا ہے یہ اک پیغامبر
نقش گہرے چھوڑتا ہے رست پر

خواب غفلت سے جگایا ہے ہمیں
راہ بشریت دکھایا ہے ہمیں

خوشنما گلستا عرفان ہے
روح کی تسکین کا سامان ہے



کاہن گھی اتنا مقبول عام کیوں ہے ؟

کوالٹی میں بہترین

تازہ بہ تازہ
نویں صدی خالص

حفظانِ صحت کے اصولوں کے
مطابق اسٹریٹسٹ ڈیپ میں
بند کیا جاتا ہے



قدرتی و تیشو اور وٹامن
کے بھرپور

نئی نئی
کھانوں کو اعلیٰ اور لذیذ

صحت کو برقرار رکھنے
کیلئے اپنے نزدیکی دوکاندار
سے طلب کریں۔

خالص مکھن سے تیار کردہ
صحت کا حقیقی محافظ

ہندوستان کے ہر شہر
میں ہر بڑے دوکاندار
سے دستیاب ہے

کاہن گھی لیبارٹریز اجمل خاں روڈ قول باغ نیو دہلی فون نمبر 55141

برانچ :- ۸۲ سنٹرل مارکیٹ ، لاجپت نگر ، نئی دہلی

ASIAN/296

Monthly 'OM' Delhi.

Vol. 31

APRIL 1964. Regd. no. D.84

بھارت ذہان نو تاریخ

آپ بھارت کی
کسی بھی زبان

میں
تاریخ بھیج سکتے ہیں
بشرطیکہ

پیغام
دیوناگری رسم الخط
میں ہو

اخباری تلر، بیماری و حادثے کے ترجمانی شدہ
(پرائیویٹ میونس لائف ٹیلی گرام) ٹیلی فون پر
تار (نو نو گرام) اور تار کے مختصر پتوں کی
رجسٹریشن۔

انگریزی میں تار بھیجنے کے لئے جو سہولیات
دستیاب ہیں، اب وہ دیوناگری رسم الخط میں
تار بھیجنے کے لئے بھی حاصل ہیں۔ تہنیتی تار
(مبارک باد کے محلے ہندی میں) ڈی ایکس تار

یہ سروس اب ۱۲۰۰۰
تار گھروں میں دستیاب ہے



محکمہ ڈال و تار

Printed at : Sood Litho Press, Delhi.